خطبہ نمبر

قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ابوسعید

Online Edition

جمعۃالمبارک 07 فروری 2022ء | 05 رجب 1443 ہجری قمری | 07 تبلیغ 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:32

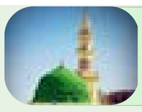

فرمانِ رسول ﷺ

عَنۡ أَبِیۡ سَعِیۡدٍ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تُصَاحِبۡ إِلَّا مُؤۡمِنًا وَلَا یَأۡکُلۡ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِیٌّ

(سنن ابوداؤد،کتاب الادب باب من یؤمران یجالس)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سوائے مومن آدمی کے کسی کی صحبت مت اختیار کر، اور تیرا کھانا سوائے پرہیزگار کے کوئی نہ کھائے۔ (یعنی متقی شخص کی صحبت میں کھانا کھایا کرو)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

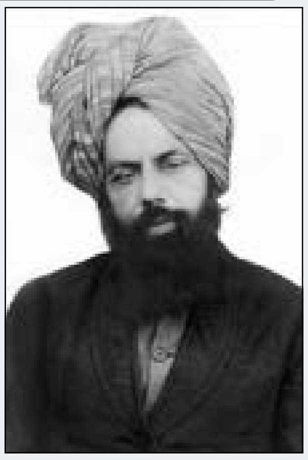

اصلاح نفس کی ایک راہ

اصلاحِ نفس کی ایک راہ اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کہ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ (التوبہ:119)۔یعنی جولوگ قولی، فعلی، عملی اور حالی رنگ میں سچائی پر قائم ہیں ان کے ساتھ رہو۔ اس سے پہلے فرمایا۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ ۔ یعنی ایمان والو! تقویٰ اللہ اختیار کرو۔ اس سے یہ مراد ہے کہ پہلے ایمان ہو پھر سنّت کے طور پر بدی کی جگہ کو چھوڑ دے اور صادقوں کی صحبت میں رہے۔

صحبت کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے جو اندر ہی اندر ہوتا چلا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص ہر روز کنجریوں کے ہاں جاتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ کیا میں زنا کرتا ہوں؟ اس سے کہنا چاہئے کہ ہاں تو کرے گا اور وہ ایک نہ ایک دن اس میں مبتلا ہو جاوے گا کیونکہ صحبت میں تاثیر ہوتی ہے۔ اسی طرح پر جو شراب خانہ میں جاتا ہے خواہ وہ کتنا ہی پرہیز کرے اور کہے کہ میں نہیں پیتا ہوں لیکن ایک دن آئے گا کہ وہ ضرور پئے گا۔ پس اس سے کبھی بے خبر نہیں رہنا چاہئے کہ صحبت میں بہت بڑی تاثیر ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 247ایڈیشن 1984ء)

’’رات دن ان بدیوں کو دور کرنے کی فکر میں لگے رہو اور ان اسباب پر غور کرو جو ان بدیوں کا باعث ہوتے ہیں اگر ان بدیوں کا موجب بدصحبت ہے تو اس صحبت کو چھوڑ دو اور اگر خلق بد اس کا باعث ہے تو اس خلق کو چھوڑ دو ہر ایک چیز کا کوئی نہ کوئی سبب ہوتا ہے اور اسے چھوڑ نہیں سکتا جب تک کہ اس سبب کو نہ چھوڑے۔ ہاں یہ بھی سچ ہے کہ بعض وقت انسان ان اسباب اور وجوہ کو چھوڑنا چاہتا ہے لیکن وہ عاجز ہو جاتا ہے اور اسے چھوڑنا چاہتا ہے مگر اس کے چھوڑنے میں قادر نہیں ہوسکتا ایسی صورت میں دعا سے کام لینا چاہئیے اور خدا تعالیٰ سے توفیق مانگے تا وہ اسے اس گناہ کی زندگی سے رہائی دے۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 616)

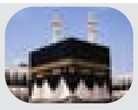

ارشادِ باری تعالیٰ

وَالۡبَلَدُ الطَّیِّبُ یَخۡرُجُ نَبَاتُہٗ بِاِذۡنِ رَبِّہٖ ۚ وَالَّذِیۡ خَبُثَ لَا یَخۡرُجُ اِلَّا نَکِدًا ؕ کَذٰلِکَ نُصَرِّفُ الۡاٰیٰتِ لِقَوۡمٍ یَّشۡکُرُوۡنَ ﴿۵۹﴾

(الاعراف:59)

ترجمہ: اور پاک ملک (وہ ہوتا ہے کہ) اس کا سبزہ اس کے ربّ کے اِذن سے (پاک ہی) نکلتا ہے اور جو ناپاک ہو (اس میں) کچھ نہیں نکلتا مگر ردّی (چیز)۔ اسی طرح ہم نشانات کو پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں ان لوگوں کی خاطر جو شکر کیا کرتے ہیں۔

فرمان خلیفۂ وقت

حضور انور نے احمدی خواتین کو معاشرتی لغویات اور فضولیات سے اپنے گھروں کو متأثر نہ ہونے دینے کے بارہ میں یوں نصیحت فرمائی:

’’… اسی طرح لغویات میں گندی اور ننگی فلمیں ہیں۔ گندی اور ننگی کتابیں ہیں۔ رسالے ہیں یہ سب اس بہانے سے مارکیٹ میں پھیلائی جاتی ہیں کہ اس زمانہ میں جنسی تعلقات کا پتہ لگنا چاہیے تا کہ اُن بُرائیوں سے بچا جا سکے۔ بچتے تو پتہ نہیں یہ ہیں کہ نہیں، لیکن سڑک پر ہر گلی کے نکڑ پر ایسے جو اشتہارات ہیں اخلاق سوز قسم کے وہ بُرائیوں میں ضرور معاشرے کو گرفتار کر دیتے ہیں۔ جو چیز فطری ہے اس کا جب وقت آئے گا تو خود بخود پتہ چل جائے گا۔ جب اس کا پتہ لگنے کی ضرورت ہے۔علم کے نام پر اس ذہنی عیاشی سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے۔ اس لئے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ اپنے تمام اعضاء کو زنا سے بچاؤ۔ پس ہر عورت کو ایک فکر کے ساتھ اپنے بچوں کو سمجھانا چاہئے اور ہر بچی کو، جو بلوغت کی عمر کو پہنچ چکی ہے، جس کا دماغ میچور (mature) ہو چکا ہے یہ احساس ہونا چاہئے کہ یہ بُرائیاں ہیں جو مزید گندگیوں میں دھکیلتی چلی جائیں گی۔ اس لئے ان سے بچنا ہے۔ ہر ایسی چیز جس کا ناجائز استعمال شروع ہوجائے وہ بھی لغویات میں ہے مثلاً انٹرنیٹ کے بارے میں پہلے بھی کئی دفعہ کہہ چکا ہوں۔ یہ اس زمانے کی ایجاد ہے اور یہ ایجادات اللہ تعالیٰ نے مسیح موعودؑ کے زمانے میں مقدر کی ہوئی تھیں۔قرآن کریم میں مختلف ایجادات کا اعلان بھی فرمادیا۔ انٹرنیٹ بھی ان میں سے ایک ہے اور ٹیلی فون کا نظام جو ہے وہ بھی ان میں سے ایک ہے۔ ٹیلی وژن کا نظام ہے یہ بھی ان میں سے ایک ہے جنہوں نے اشاعت کے لئے کام آنا تھا۔

لیکن اگر ان ایجادات کا غلط استعمال کریں گی تو یہ لغویات میں شمار ہوں گی اور ایسی لغویات سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور ان سے بچنے کا بھی حکم ہے۔جیسا کہ فرمایا ہے مومن کی تعریف یہ ہے کہ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ جو لغو سے اعراض کرنے والے ہوں لغویات سے بچنے والے ہوں۔ جب انٹرنیٹ پر دوستوں سے

بقیہ صفحہ 9 پر

اس شمارہ میں

دربارِ خلافت

عیسائیوں سے خطاب (منظوم)

خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

دربارِ خلافت

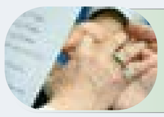

آپ لوگ جو یہاں آئے ہیں جب دین کی خاطر ہجرت کر کے آئے ہیں تو پھر ہمیشہ سچائی کو قائم کریں اور اپنے ایمان کو مضبوط کریں اور روزِ جزا پر ایمان اور یقین رکھیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب ’’تریاق القلوب‘‘ میں فرماتے ہیں کہ: ’’مرتبۂ شہادت سے وہ مرتبہ مُراد ہے جبکہ انسان اپنی قوّتِ ایمان سے اس قدر اپنے خدا اور روزِ جزا پر یقین کر لیتا ہے کہ گویا خدا تعالیٰ کو اپنی آنکھ سے دیکھنے لگتا ہے۔ تب اس یقین کی برکت سے اعمال صالحہ کی مرارت اور تلخی دور ہو جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی ہر ایک قضاء و قدر بباعث موافقت کے شہد کی طرح دِل میں نازل ہوتی اور تمام صحنِ سینہ کو حلاوت سے بھر دیتی ہے۔ اور ہر ایک ایلام انعام کے رنگ میں دِکھائی دیتا ہے۔ سو شہید اُس شخص کو کہا جاتا ہے جو قوّتِ ایمانی کی وجہ سے خدا تعالیٰ کا مشاہدہ کرتا ہو اور اُس کے تلخ قضاء و قدر سے شہدِ شیریں کی طرح لذّت اُٹھاتا ہے۔ اور اِسی معنے کے رُو سے شہید کہلاتا ہے۔ اور یہ مرتبہ کامل مومن کے لئے بطور نشان کے ہے۔‘‘

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 420-421)

روزِ جزاء پر ایمان تو ہر مومن کو ہے لیکن اس پر یقین کیا ہے؟ اس پر یقین خدا تعالیٰ سے اس دنیا میں تعلق پیدا کرنے سے ہے۔ دنیا دار بھی اپنے محبوب کی خاطر کئی سختیاں برداشت کر لیتے ہیں تو خدا تعالیٰ جو سب محبوبوں سے زیادہ محبوب ہونا چاہئے، اُس کی خاطر کتنی سختیاں برداشت کرنے کی ضرورت ہے؟ جبکہ دنیا کی محبتیں تو یا وقت کے ساتھ ساتھ ماند پڑ جاتی ہیں یا پھر اس دنیا میں ختم ہو جاتی ہیں لیکن خدا تعالیٰ کی محبت کے پھل تو اس دنیا سے گزرنے کے بعد اگلی زندگی میں اَور بھی بڑھ کر لگتے ہیں۔ نیک اعمال کی جزا خدا تعالیٰ کی رضا کی جنتوں میں لے جاتی ہے۔ بعض اعمال جو انسان اس دنیا میں کرتا ہے، بیشک بعض اوقات سخت اور کڑے ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک دنیادار تو جھوٹ بول کر اپنی دنیاوی بہتری کے سامان کر لیتا ہے لیکن ایک حقیقی مومن جھوٹ کو شرک کے برابر سمجھ کر کبھی جھوٹ بول کر فائدہ اُٹھانے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ سچائی بعض اوقات اس دنیا میں نقصان کا باعث بھی بن رہی ہوتی ہے یا اُسے بنا رہی ہوتی ہے۔ مثلاً احمدیت ایک سچائی ہے۔ خدا تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق آنے والے مسیح موعود اور مہدی معہود کو ہم ماننے والے ہیں لیکن یہی سچائی احمدیوں کو بہت سے ممالک میں اور سب سے بڑھ کر پاکستان میں مشکلات میں گرفتار کئے ہوئے ہے۔ اس کے اظہار پر احمدیوں کو سزائیں دی جاتی ہیں لیکن پھر بھی ایمان پر قائم ہیں۔ یہاں ضمناً یہ بھی بتا دوں کہ احمدی حالات کی وجہ سے پاکستان سے ہجرت کر کے یہاں اسائلم کے لئے آتے ہیں تو سچائی کے اظہار کی وجہ سے اُنہیں اپنے ملکوں سے یہ ہجرت کرنی پڑ رہی ہے۔ لیکن یہاں آ کر اگر جھوٹ اور غلط بیانی کو وہ اپنے اسائلم کا ذریعہ بنا لیں گے تو سارے کئے دھرے پر پانی پھیر دیں گے۔ ان ملکوں میں سچائی کی ابھی بھی بہت قدر ہے۔ بعضوں کے کیس تو بڑے جینوئن (Genuine) ہوتے ہیں، بعضوں کے مقدمات ہیں، ماریں پڑی ہوئی ہیں، مخالفتیں، دشمنیاں ہیں۔ لیکن بعض ایسے بھی ہیں جن کو کچھ نہیں ہے لیکن سچ بول کر اگر وہ یہی بتا دیں کہ ایک مسلسل ٹارچر اور لاقانونیت اور احمدیوں کے خلاف جو قانون ہے اُس نے ہماری زندگی کی آزادی چھین لی ہے اور اب ایسے حالات ہیں کہ ہم اس کو مزید برداشت نہیں کر سکتے۔ بیشک پاکستان میں ابھی لاکھوں کی تعداد میں احمدی ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ رہیں گے لیکن ہر ایک کا برداشت کا معیار مختلف ہوتا ہے۔ ہم میں اب برداشت نہیں رہی اس لئے ہم یہاں ہجرت کر آئے ہیں۔ تو اس بات کو یہ لوگ سمجھتے ہیں اور ہمدردی کے جذبے کے تحت اسائلم یا لمبا ویزا دے دیتے ہیں۔ لیکن اگر جھوٹ بولیں تو پھر ایک جھوٹ کے لئے کئی جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ یوں بعضوں کے کیس تو خراب ہوتے ہی ہیں یا اگر بالفرض بعض کیس پاس بھی ہو جائیں تو یہ بات تو یقینی ہے کہ ایسا شخص پھر اپنے خدا کو ناراض کرنے والا بن جاتا ہے۔

پس اپنے خدا کی رضا کو ہمیشہ ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ مَیں نے جن کو بھی سچائی بیان کرنے کا کہا ہے، سچائی کی بنیاد پر اپنا کیس کرنے کا کہا ہے اور انہوں نے سچائی سے کام بھی لیا ہے اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ کے حضور جھکے بھی ہیں تو اُن کے کیس مَیں نے دیکھا ہے چند دنوں میں پاس ہو گئے ہیں۔ ایک حدیث کے مطابق تو سچائی پر قائم رہتے ہوئے دنیا کی خاطر ہجرت کرنے والے بھی شہید بلکہ صدیق ہیں۔ ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے دین میں فتنے کے ڈر سے بچاؤ کی خاطر ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا جاتا ہے وہ خدا تعالیٰ کی

بقیہ صفحہ 12 پر

عیسائیوں سے خطاب

آؤ عیسائیو! ادھر آؤ!
نورِ حق دیکھو! راہِ حق پاؤ!

جس قدر خوبیاں ہیں فرقاں میں
کہیں انجیل میں تو دکھلاؤ

سر پہ خالق ہے اس کو یاد کرو
یوں ہی مخلوق کو نہ بہکاؤ

کب تلک جھوٹ سے کرو گے پیار
کچھ تو سچ کو بھی کام فرماؤ

کچھ تو خوفِ خدا کرو لوگو
کچھ تو لوگو خدا سے شرماؤ

عیش دنیا سدا نہیں پیارو
اس جہاں کو بقا نہیں پیارو

یہ تو رہنے کی جا نہیں پیارو
کوئی اس میں رہا نہیں پیارو

اس خرابہ میں کیوں لگاؤ دل
ہاتھ سے اپنے کیوں جلاؤ دل

کیوں نہیں تم کو دینِ حق کا خیال
ہائے سو سو اٹھے ہے دل میں ابال

کیوں نہیں دیکھتے طریقِ صواب
کس بلا کا پڑا ہے دل پہ حجاب

اس قدر کیوں ہے کین و استکبار
کیوں خدا یاد سے گیا یک بار

تم نے حق کو بھلا دیا ہیہات
دل کو پتھر بنا دیا ہیہات

اے عزیزو سنو کہ بے قرآں
حق کو ملتا نہیں کبھی انساں

جن کو اس نور کی خبر ہی نہیں
ان پہ اس یار کی نظر ہی نہیں

ہے یہ فرقاں میں اک عجیب اثر
کہ بناتا ہے عاشقِ دلبر

جس کا ہے نام قادرِ اکبر
اس کی ہستی سے دی ہے پختہ خبر

کوئے دلبر میں کھینچ لاتا ہے
پھر تو کیا کیا نشاں دکھاتا ہے

دل میں ہر وقت نور بھرتا ہے
سینہ کو خوب صاف کرتا ہے

اس کے اوصاف کیا کروں میں بیاں
وہ تو دیتا ہے جاں کو اور اک جاں

وہ تو چمکا ہے نیرِ اکبر
اس سے انکار ہو سکے کیونکر

براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ 268 مطبوعہ 1882ء

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 04؍فروری 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

☆...رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابوبکرؓ کی مثال فرشتوں میں سے میکائیل اور انبیاء میں سے حضرت ابراہیمؑ کی سی ہے

☆...صلح حدیبیہ کے صلح نامہ میں مسلمانوں کی طرف سے بطور گواہ دستخط کرنے والوں میں حضرت ابوبکرؓ بھی شامل تھے

☆...حضرت ابوبکرؓ فرمایا کرتے تھے کہ اسلام میں صلح حدیبیہ سے بڑی کوئی اور فتح نہیں ہے

☆...غزوۂ خیبر کی فتح کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو بھی ایک سو وسق غلہ اور کھجوریں عطا فرمائیں

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 04؍فروری 2022ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت فیروز عالم صاحب کے حصے میں آئی۔ تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج کل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہو رہا ہے۔بعض غزوات کا بھی ذکر ہوا تھا۔

عبدالرحمٰن بن غنمؓ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو قریظہ کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ اگر آپؐ کو دنیاوی زینت والے لباس میں دیکھیں گے تو اُن میں اسلام قبول کرنے کی خواہش زیادہ ہو گی۔ آپؐ نے فرمایا: میرے ربّ نے میرے لیے عمر بن خطابؓ کی مثال فرشتوں میں سے جبرئیل کی سی بیان کی ہے۔ اللہ نے ہر امت کو جبرئیل کے ذریعہ ہی ہلاک کیا ہے اور اُن کی مثال انبیاء میں سے حضرت نوحؑ کی سی ہے جب انہوں نے کہا: رَبِّ لَا تَذَرۡ عَلَى الۡاَرۡضِ مِنَ الۡكٰفِرِيۡنَ دَيَّارًا۔ اے میرے ربّ! کافروں میں سے کسی کو زمین پر بستا ہوا نہ رہنے دے۔ اور ابوبکرؓ کی مثال میکائیل کی مانند ہے۔ جب وہ مغفرت طلب کرتا ہے تو اُن لوگوں کے لیے جو زمین میں ہیں اور انبیاء میں اُن کی مثال حضرت ابراہیمؑ کی مانند ہے جب انہوں نے کہا۔ فَمَنۡ تَبِعَنِیۡ فَاِنَّهٗ مِنِّیۡ ۚ وَمَنۡ عَصَانِیۡ فَاِنَّكَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ۔ پس جس نے میری پیروی کی تو وہ یقیناً مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو یقیناً تُو بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

آپؐ نے فرمایا: اگر تم دونوں میرے لیے کسی ایک امر پر متفق ہو جاؤ تو مَیں تمہارے مشورے کے خلاف نہیں کروں گا لیکن تم دونوں کی حالت مشورے میں کئی طرح کی ہے جیسے جبرئیل اور میکائیل اور نوح اور ابراہیم علیہ السلام کی مثال ہے۔

ایک روایت ہے کہ بنو قریظہ میں حضرت سعدؓ اور حضرت کعبؓ بن عمرو مازنی بھی تیر چلانے والوں میں سے تھے جنہوں نے کثرت سے تیر چلائے تھے۔ جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو یہ اپنے اپنے ٹھکانوں کی طرف لوٹ آئے اور حضرت سعد بن عبادہؓ کی بھیجی ہوئی کھجوریں کھا کر وقت گزارا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی کھجوریں کھا رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ کھجور کیا ہی عمدہ کھانا ہے۔

صلح حدیبیہ کے حوالے سے گذشتہ خطبات میں ذکر ہو چکا ہے کہ ایک خواب کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چودہ سو صحابہ کی جمعیت کے ساتھ ذوالقعدہ چھ ہجری میں عمرے کی ادائیگی کے لیے روانہ ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ کفار مکہ نے آپؐ کو مکہ میں داخل ہونے سے روکنے کی تیار کر لی ہے۔ بخاری کے ایک حوالے میں درج ہے کہ اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قریش کے معاہدہ کی شرائط طے پا چکی تھیں۔ اُس وقت سہیل بن عمرو کے بیٹے حضرت ابوجندلؓ اپنی زنجیروں میں لڑکھڑاتے ہوئے آئے۔ سہیل بن عمرو نے جو مکہ کی طرف سے سفیر تھے اُن کو واپس کرنے کا مطالبہ کیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے قریش کو واپس کر دیا۔ حضرت عمرؓ سے نہ رہا گیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: کیا آپؐ خدا کے برحق رسول نہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں ضرور ہوں۔ حضرت عمرؓ نے کہا: کیا ہم حق پر نہیں اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں ضرور ایسا ہی ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا: تو پھر ہم ذلت آمیز شرائط کیوں برداشت کریں؟ آپؐ نے فرمایا: مَیں خدا کا رسول ہوں اور خدا کی منشا کو جانتا ہوں اور اس کے خلاف نہیں چل سکتا اور وہی میرا مددگار ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا: کیا آپؐ نے نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ کا طواف کریں گے؟ آپؐ نے فرمایا: کیا میں نے یہ بھی کہا تھا کہ یہ طواف ضرور اسی سال ہو گا؟ حضرت عمرؓ نے کہا: نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: پھر انتظار کرو تم انشاء اللہ ضرور مکہ میں داخل ہو کر کعبہ کا طواف کرو گے۔ مگر حضرت عمرؓ کی تسلی نہیں ہوئی اور حضرت ابوبکرؓ کے پاس جا کر اُن سے بھی اسی قسم کی باتیں کیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے بھی وہی جواب دیے مگر ساتھ ہی فرمایا: دیکھو عمرؓ رسول خدا کی رکاب پر جو ہاتھ تم نے رکھا ہے اُسے ڈھیلا نہ ہونے دو کیونکہ خدا کی قسم یہ شخص سچا ہے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ بعد میں مجھے سخت ندامت ہوئی اور مَیں نے توبہ کے رنگ میں اس کمزوری کے اثر کو دھونے کے لیے بہت سے نفلی اعمال کیے تا کہ میری اس کمزوری کا داغ دُھل جائے۔

سیرت خاتم النبیینؐ سے ماخوذ ہے کہ صلح حدیبیہ کے صلح نامہ کی دو نقلیں تیار کی گئیں اور بطور گواہ کے مسلمانوں کی طرف سے دستخط کرنے والوں میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ تھے۔ حضرت ابوبکرؓ فرمایا کرتے تھے کہ اسلام میں صلح حدیبیہ سے بڑی کوئی اور فتح نہیں ہے۔

سریہ حضرت ابوبکرؓ بطرف بنوفزارہ چھ ہجری میں ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو اس سریہ کا امیر مقرر فرمایا تھا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس سریہ کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ اس میں مشرکین کے کئی آدمی مارے گئے اور کئی قید کر لیے گئے۔ قیدیوں میں ایک عمررسیدہ عورت بھی تھی جس کے عوض اہل مکہ کے پاس محبوس بعض مسلمان قیدیوں کی رہائی حاصل کی گئی۔

غزوۂ خیبر کے بارے میں ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماہ محرم سات ہجری میں خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ تاریخ و سیرت کی اکثر کتب میں ملتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو یکے بعد دیگرے امیرلشکر بنایا گیا تھا لیکن اُن کے ہاتھ سے قلعہ فتح نہ ہو سکا۔ البتہ لاہور سے شائع ہوئی ایک کتاب سیّدنا صدیق اکبرؓ کے مصنف نے لکھا ہے کہ ایک قلعہ حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر فتح ہوا جبکہ دوسرا قلعہ حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر اور تیسرا قلعہ قموص حضرت علیؓ نے فتح کیا۔ غزوۂ خیبر کی فتح کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگر رشتہ داروں کے علاوہ حضرت ابوبکرؓ کو بھی ایک سو وسق غلہ اور کھجوریں عطا فرمائیں۔

قریش کے حلیف بنو بکر نے صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مسلمانوں کے حلیف قبیلہ بنو خزاعہ پر حملہ کیا اور قریش نے ہتھیاروں اور سواریوں سے بنو بکر کی مدد کی اور صلح حدیبیہ کی شرائط کا پاس نہ کیا تو اُس وقت ابوسفیان مدینہ میں آیا اور صلح حدیبیہ کے معاہدے کی تجدید چاہی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا لیکن آپؐ نے اُس کی کسی بات کا جواب نہیں دیا۔ پھر وہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے پاس گیا اور اُن سے بات کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کریں لیکن دونوں کے انکار کے بعد وہ ناکام لوٹ گیا۔

رمضان آٹھ ہجری میں غزوۂ فتح مکہ ہوا جسے غزوۃ الفتح الاعظم بھی کہتے ہیں۔ تاریخ طبری میں بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو سفر کی تیاری کا ارشاد فرمایا۔ آپؐ نے اپنے گھر والوں کو اپنا سامان تیار کرنے کا بھی فرمایا۔ حضرت ابوبکرؓ اپنی بیٹی حضرت عائشہؓ کے گھر گئے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامان تیار کر رہی تھیں۔ سیرت حلبیہ میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ اس بارے میں حضرت عائشہؓ سے استفسار فرما رہے تھے تو اُسی وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے۔ حضرت ابوبکرؓ کے پوچھنے پر آپؐ نے فرمایا: قریش کے مقابلہ کا ارادہ ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ کیا قریش اور ہمارے درمیان ابھی معاہدے اور صلح کی مدت باقی نہیں ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں مگر انہوں نے غداری کی ہے اور معاہدے کو توڑ دیا ہے لیکن اس بات کو ابھی پوشیدہ ہی رکھنا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر کئی ہزار آدمیوں کا لشکر تیار ہو گیا اور جب آپؐ لڑنے کے لیے نکلے تو فرمایا: اے میرے خدا! میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ تُو مکہ والوں کے کانوں کو بہرا کر دے اور اُن کے جاسوسوں کو اندھا کر دے۔ نہ وہ ہمیں دیکھیں اور نہ اُن کے کانوں تک ہماری کوئی بات پہنچے۔ مدینہ میں سینکڑوں منافق موجود تھے لیکن دس ہزار کا لشکر نکلتا ہے اور کوئی اطلاع تک مکہ نہیں پہنچتی۔ یہ اللہ تعالیٰ کے کام تھے۔

طبقات ابن سعد میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کا قافلہ عشاء کے وقت مکہ سے مدینہ کے راستے پر پچیس کلو میٹر کے فاصلے پر مرالظہران میں اترا۔ صحابہ نے آپؐ کے حکم پر دس ہزار جگہ آگ روشن کی۔ قریش کو خبر پہنچی تو ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء کو بھیجا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارے لیے امان لے لینا۔ انہوں نے لشکر دیکھا تو سخت پریشان ہو گئے۔ حضرت عباسؓ نے ابوسفیان کی آواز سنی تو پکار کر کہا کہ ابوحنظلہ (یہ ابوسفیان کی کنیت ہے) اُس نے کہا لبیک۔ حضرت عباسؓ نے اُسے پناہ دی اور اُس کو دونوں ساتھیوں سمیت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ تینوں اسلام لے آئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس کا تسلسل آگے جاری ہے انشاء اللہ آئندہ بیان ہو گا۔

☆...☆...☆

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 14؍جنوری 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

کبھی ایسا بھی ہوتا کہ راہ گزرتے ہوئے کئی دوسرے قافلے والے جو کہ حضرت ابوبکرؓ کو ان کے اکثر تجارتی سفروں کی وجہ سے انہی جگہوں پر دیکھ چکے تھے، پوچھتے کہ آپؓ کے ساتھ یہ کون ہے؟ تو آپؓ کہہ دیتے کہ... ھٰذَا الرَّجُلُ یَھْدِیْنِی السَّبِیْلَ۔ یہ شخص مجھے راستے کی طرف ہدایت دینے والا ہے

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد صدیقِ اکبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات اور مناقب عالیہ

دعا کریں باقی اسیران کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ ان کی رہائی کے سامان پیدا فرمائے

مکرم چودھری اصغر علی کلار صاحب مرحوم اسیر راہِ مولیٰ، مکرم مرزا ممتاز احمد صاحب کارکن وکالت علیا ربوہ اور مکرم کرنل ریٹائرڈ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب سابق ایڈمنسٹریٹر فضلِ عمر ہسپتال کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

گذشتہ سے پہلے خطبہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہو رہا تھا۔ اس میں سراقہ کا یہ ذکر ہوا تھا کہ وہ بھی انعام کے لالچ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑنے کی نیت سے نکلا تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے اس کے آگے روکیں کھڑی کر دیں تو اس نے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ جب آپؐ کی حکومت ہو تو مجھے امان دیجیے اور ایک تحریر لکھوائی۔ اس ضمن میں بعض روایات ہیں۔ ایک روایت کے مطابق اس کے واپس لوٹتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا

سراقہ! تیرا کیا حال ہوگا جب کسریٰ کے کنگن تیرے ہاتھ میں ہوں گے۔

سراقہ حیرت زدہ ہوکر پلٹا اور کہا کہ کسریٰ بن ہُرمُز؟

آپؐ نے فرمایا ہاں وہی کسریٰ بن ہُرمز۔ چنانچہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں کسریٰ کے کنگن اور اس کا تاج اور اس کا کمر بند لایا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سراقہ کو بلایا اور فرمایا: اپنے ہاتھ بلند کرو اور انہیں کنگن پہنائے اور فرمایا کہ کہو تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے کسریٰ بن ہُرمُز سے یہ دونوں چھین کر عطا کیں۔

(محمد رسول اللّٰہ والذین معہ لعبد الحمید جودۃ السحار جلد ۳ صفحہ ۶۵، الھجرۃ، مکتبۃ مصر)

یہ بھی ذکر ملتا ہے کہ سفر ہجرت کے وقت نہیں بلکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حُنَین اور طائف سے واپس تشریف لا رہے تھے تو سراقہ بن مالک نے جِعْرَانَہ کے مقام پر اسلام قبول کیا۔ اور جعرانہ مکہ اور طائف کے راستے پر مکہ کے قریب ایک کنویں کا نام ہے۔ آپؐ نے سراقہ سے فرمایا: تمہارا اُس وقت کیا حال ہوگا جب تم کسریٰ کے کنگن پہنو گے۔

(بخاری بشرح الکرمانی جزء ۱۴ صفحہ ۱۷۸ کتاب بدء الخلق 'باب علامات النبوۃ فی الاسلام' داراحیاء التراث العربی بیروت)

(فرہنگ سیرت صفحہ 88 زوار اکیڈیمی کراچی 2003ء)

اس بارے میں سیرت خاتم النبیین میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس طرح لکھا ہے کہ ’’ابھی آپ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ نے دیکھا کہ ایک شخص گھوڑا دوڑائے ان کے پیچھے آرہا ہے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے گھبرا کر کہا۔ یارسول اللہؐ! کوئی شخص ہمارے تعاقب میں آرہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ کوئی فکر نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ یہ تعاقب کرنے والا سراقہ بن مالک تھا جو اپنے تعاقب کا قصہ خود اپنے الفاظ میں یوں بیان کرتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے نکل گئے تو کفارِ قریش نے یہ اعلان کیا کہ جو کوئی بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یا ابوبکرؓ کو زندہ یا مردہ پکڑ کر لائے گا اسے اس اس قدر انعام دیا جائے گا اور اس اعلان کی انہوں نے اپنے پیغام رسانوں کے ذریعہ سے ہمیں بھی اطلاع دی۔‘‘ یہ سراقہ کہتا ہے۔ ’’اس کے بعد ایک دن میں اپنی قوم بَنُومُدْلِج کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ قریش کے ان آدمیوں میں سے ایک شخص ہمارے پاس آیا اور مجھے مخاطب کر کے کہنے لگا کہ مَیں نے ابھی ابھی ساحلِ سمندر کی سمت میں دور سے کچھ شکلیں دیکھی ہیں۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ شاید وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھی ہوں گے۔ سراقہ کہتا ہے کہ مَیں فوراً سمجھ گیا کہ ضرور وہی ہوں گے۔‘‘

پھر حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے وہی تفصیل بیان کی ہے جو سراقہ کے تعاقب کے وقت اور فال اس کے خلاف نکلنے اور اس کے گھوڑے کے دھنسنے کے بارے میں بیان ہو چکی ہے۔ بہرحال سراقہ کہتا ہے ’’...اس سرگذشت کی وجہ سے جو میرے ساتھ گذری تھی میں نے یہ سمجھا کہ اس شخص کا ستارہ اقبال پر ہے اور یہ کہ بالآخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غالب رہیں گے۔ چنانچہ میں نے صلح کے رنگ میں ان سے کہا کہ آپؐ کی قوم نے آپؐ کو قتل کرنے یا پکڑ لانے کے لیے اس اس قدر انعام مقرر کر رکھا ہے اور لوگ آپؐ کے متعلق یہ یہ ارادہ رکھتے ہیں اور میں بھی اسی ارادے سے آیا تھا مگر اب میں واپس جاتا ہوں۔‘‘ اور پھر سراقہ کی جو باقی تفصیل بیان ہوئی ہے۔ اس کے بعد سراقہ کے کنگن پہننے کی پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اس طرح لکھتے ہیں کہ ’’جب سراقہ واپس لوٹنے لگا تو آپؐ نے اسے فرمایا۔ سراقہ! اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تیرے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن ہوں گے؟ سراقہ نے حیران ہو کر پوچھا: کسریٰ بن ہُرمُز شہنشاہِ ایران؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ سراقہ کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ کہاں عرب کے صحرا کا ایک بدوی اور کہاں کسریٰ شہنشاہِ ایران کے کنگن۔ مگر قدرتِ حق کا تماشا دیکھو کہ جب حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایران فتح ہوا اور کسریٰ کا خزانہ غنیمت میں مسلمانوں کے ہاتھ آیا تو کسریٰ کے کنگن بھی غنیمت کے مال کے ساتھ مدینہ میں آئے۔ حضرت عمرؓ نے سراقہ کو بلایا جو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہو چکا تھا اور اپنے سامنے اس کے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن جو بیش قیمت جواہرات سے لدے ہوئے تھے پہنائے۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 240 تا 242)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں کہ ’’انہوں نے‘‘ یعنی مکہ والوں نے ’’اعلان کر دیا کہ جو کوئی محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) یا ابوبکرؓ کو زندہ یا مردہ واپس لے آئے گا اس کو سو اونٹنی انعام دی جائے گی اور اس اعلان کی خبر مکہ کے اِردگرد کے قبائل کو بھجوا دی گئی۔ چنانچہ‘‘ اس وقت ’’سراقہ بن مالک ایک بدوی رئیس اس انعام کے لالچ میں آپؐ کے پیچھے روانہ ہوا۔ تلاش کرتے کرتے اس نے مدینہ کی سڑک پر آپ کو جالیا۔ جب اس نے دو اونٹنیوں اور ان کے سواروں کو دیکھا اور سمجھ لیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی ہیں تو اس نے اپنا گھوڑا ان کے پیچھے دوڑا دیا۔‘‘

پھر آپؓ نے وہ سارا واقعہ بیان کیا ہے جو سراقہ کے گھوڑے کا ٹھوکر کھا کر گرنے کا اور فال نکالنے کا تھا۔ پھر آپ کہتے ہیں۔ سراقہ کہتا ہے کہ ’’... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وقار کے ساتھ اپنی اونٹنی پر سوار چلے جا رہے تھے۔ انہوں نے مڑ کر مجھے نہیں دیکھا لیکن ابوبکرؓ (اِس ڈر سے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی گزند نہ پہنچے) بار بار منہ پھیر کر مجھے دیکھتے تھے۔‘‘

اس تعاقب کے واقعہ کی تفصیل بیان کرنے کے بعد حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ ’’... جب سراقہ لوٹنے

لگا تو معاً اللہ تعالیٰ نے سراقہ کے آئندہ حالات آپؐ پر غیب سے ظاہر فرمادیئے اور ان کے مطابق آپؐ نے اسے فرمایا۔ سراقہ! اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تیرے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن ہوں گے۔ سراقہ نے حیران ہوکر پوچھا کسریٰ بن ہُرمز شہنشاہِ ایران کے کنگن؟ آپؐ نے فرمایا ہاں! آپؐ کی یہ پیشگوئی کوئی سولہ سترہ سال کے بعد جاکر لفظ بلفظ پوری ہوئی۔ سراقہ مسلمان ہوکر مدینہ آگیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پہلے حضرت ابوبکرؓ پھر حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے۔ اسلام کی بڑھتی ہوئی شان کو دیکھ کر ایرانیوں نے مسلمانوں پر حملے شروع کردیئے اور بجائے اسلام کو کچلنے کے خود اسلام کے مقابلہ میں کچلے گئے۔ کسریٰ کا دارالامارۃ اسلامی فوجوں کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال ہوا اور ایران کے خزانے مسلمانوں کے قبضہ میں آئے۔ جو مال اس ایرانی حکومت کا اسلامی فوجوں کے قبضہ میں آیا اس میں وہ کڑے بھی تھے جو کسریٰ ایرانی دستور کے مطابق تخت پر بیٹھتے وقت پہنا کرتا تھا۔ سراقہ مسلمان ہونے کے بعد اپنے اس واقعہ کو جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے وقت اسے پیش آیا مسلمانوں کو نہایت فخر کے ساتھ سنایا کرتا تھا اور مسلمان اس بات سے آگاہ تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مخاطب کرکے فرمایا تھا کہ سراقہ! اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تیرے ہاتھ میں کسریٰ کے کنگن ہوں گے۔ حضرت عمرؓ کے سامنے جب اموالِ غنیمت لاکر رکھے گئے اور ان میں انہوں نے کسریٰ کے کنگن دیکھے تو سب نقشہ آپ کی آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔ وہ کمزوری اور ضعف کا وقت جب خدا کے رسول کو اپنا وطن چھوڑ کر مدینہ آنا پڑا تھا۔ وہ سراقہ اور دوسرے آدمیوں کا آپؐ کے پیچھے اِس لئے گھوڑے دوڑانا کہ آپ کو مار کر یا زندہ کسی صورت میں بھی مکہ والوں تک پہنچا دیں تو وہ سو اونٹوں کے مالک ہوجائیں گے اور اس وقت آپؐ کا سراقہ سے کہنا سراقہ اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تیرے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن ہوں گے۔ کتنی بڑی پیشگوئی تھی۔ کتنا مصفّٰی غیب تھا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے سامنے کسریٰ کے کنگن دیکھے تو خدا کی قدرت ان کی آنکھوں کے سامنے پھر گئی۔ انہوں نے کہا سراقہ کو بلاؤ۔ سراقہ بلائے گئے تو حضرت عمرؓ نے انہیں حکم دیا کہ وہ کسریٰ کے کنگن اپنے ہاتھوں میں پہنیں۔ سراقہ نے کہا اے خدا کے رسول کے خلیفہ! سونا پہننا تو مسلمانوں کے لئے منع ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ہاں منع ہے مگر ان موقعوں کے لئے نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے ہاتھ میں سونے کے کنگن دکھائے تھے یا تو تم یہ کنگن پہنو گے یا میں تمہیں سزا دوں گا۔ سراقہ کا اعتراض تو محض شریعت کے مسئلہ کی وجہ سے تھا ورنہ وہ خود بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھنے کا خواہش مند تھا۔ سراقہ نے وہ کنگن اپنے ہاتھ میں پہن لئے اور مسلمانوں نے اس عظیم الشان پیشگوئی کو پورا ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔''

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 224 تا 226)

پھر ذکر آتا ہے کہ واپسی پر ایک قافلے نے جو قریش نے ہی آپ کی تلاش میں بھیجا تھا سراقہ سے آپؐ کے قافلے کے متعلق پوچھا لیکن سراقہ نے نہ صرف یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قافلے کے بارے میں کچھ نہیں بتایا بلکہ اس طرح کی گفتگو کی کہ تعاقب کرنے والے واپس لَوٹ گئے۔

(ماخوذ از سبل الہدیٰ والرشاد جلد ۳ صفحہ ۲۴۹، جماع ابواب الہجرۃ الی المدینۃ.... دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۳ء)

اس سفرِ ہجرت میں اُمِّ مَعْبَد کا ایک واقعہ

ہے جس کا ذکر ملتا ہے۔ ہجرت کے اس سفر کے دوران ایک خیمے کے پاس سے گزرتے ہوئے زادِ راہ کی طلب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قافلہ رکا۔ یہ اُمّ مَعْبَد کا خیمہ تھا۔ اُمّ مَعْبَد کا نام عَاتِکہ بنت خالد تھا۔ ان کا تعلق خُزَاعَہ کی شاخ بنو کعب سے تھا۔ یہ حضرت حُبَیْش بن خالد کی ہمشیرہ تھیں جنہیں صحابی ہونے اور روایت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ اُمّ معبد کے خاوند کا نام ابومعبد تھا۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں وفات پائی۔ ابو مَعْبَد کا نام معلوم نہیں۔ اُمّ معبد کا خیمہ قُدَیْد مقام پر تھا۔ قُدَیْد مکہ کے قریب ایک قصبہ کا نام ہے جو رَابِغ سے چند میل کے فاصلے پر جنوب میں واقع تھا یہیں پر مشہور بت مَنَاۃ نصب تھا۔ اہل مدینہ اس کی پرستش کیا کرتے تھے۔

(الروض الانف جلد ۲ صفحہ ۳۲۵ نسب اُمّ مَعْبَد و زوجہا، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت)
(فرہنگ سیرت صفحہ 232)

اُمّ مَعْبَد ایک بہادر اور مضبوط خاتون تھیں۔ وہ اپنے خیمے کے صحن میں بیٹھی رہتیں اور وہاں سے گزرنے والوں کو کھلاتی پلاتیں۔ آپؐ اور آپؐ کے ساتھیوں نے اس سے گوشت اور کھجوروں کے متعلق پوچھا تاکہ یہ اس سے خرید سکیں لیکن اس کے پاس ان میں سے کوئی چیز نہ تھی۔ اس وقت اُمّ مَعْبَد کی قوم محتاج اور قحط زدہ تھی۔ اُمّ مَعْبَد نے کہا اگر ہمارے پاس کچھ ہوتا تو ہم تم لوگوں سے اسے دور نہ رکھتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیمے کے ایک کونے میں بکری نظر آئی تو آپؐ نے پوچھا اے اُمّ مَعْبَد! یہ بکری کیسی ہے؟ اس نے عرض کیا کہ یہ ایک ایسی بکری ہے کہ جسے کمزوری نے ریوڑ سے پیچھے رکھا ہوا ہے۔ یعنی اس میں اتنی طاقت بھی نہیں ہے کہ ریوڑ کے ساتھ باہر چرنے جاسکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس میں دودھ ہے؟ اس نے کہا: یہ اس سے کہیں زیادہ کمزور ہے۔ یہ تو ممکن ہی نہیں کہ اس میں دودھ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم مجھے اجازت دیتی ہو کہ میں اس کا دودھ دوہ لوں؟ اس نے کہا کہ اگر آپ کو اس میں دودھ دکھائی دے رہا ہے تو ضرور دوہ لیں مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ بکری منگوائی اور اس کے تھن پر ہاتھ پھیرا اور اللہ عزّوجلّ کا نام لیا اور اُمّ مَعْبَد کے لیے اس کی بکری میں برکت کی دعا کی۔ بکری آپ کے سامنے آرام سے کھڑی ہوگئی اور اس نے خوب دودھ اتارا اور جگالی شروع کردی۔ پھر آپؐ نے ان سے ایک برتن منگوایا جو ایک جماعت کو سیر کرسکتا تھا۔ اس میں اتنا دودھ دوہا کہ جھاگ اس کے اوپر تک آگئی۔ پھر اُمّ مَعْبَد کو پلایا یہاں تک کہ وہ سیر ہوگئیں۔ پھر آپؐ نے اپنے ساتھیوں کو پلایا یہاں تک کہ وہ بھی سیر ہوگئے۔ ان سب کے آخر میں آپؐ نے خود نوش کیا اور فرمایا: قوم کو پلانے والا آخر میں پیتا ہے۔ پھر کچھ وقفہ کے بعد آپ نے اس برتن میں دوبارہ دودھ دوہا یہاں تک کہ وہ بھر گیا اور اسے اُمّ مَعْبَد کے پاس چھوڑ دیا۔ پھر آپؐ نے وہ بکری خریدی اور سفر کے لیے نکل پڑے۔

(سبل الہدیٰ والرشاد جلد ۳ صفحہ ۲۴۴-۲۴۵ فی ہجرۃ رسول اللہ ﷺ ... دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۳ء)

لکھا ہے کہ

ایک طرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے جاں نثار رفیق سفر حضرت ابوبکرؓ خدائی تائید و نصرت کے ساتھ گویا محافظ فرشتوں کے جلو میں عازم سفر تھے اور دوسری طرف اہل مکہ نے گویا ابھی تک ہار نہیں مانی تھی۔

وہ بھی مسلسل آپ کے تعاقب میں تھے۔ چنانچہ قریش کی طرف سے تعاقب کرنے والی ایک پارٹی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرتے کرتے اُمّ مَعْبَد کے خیمے تک بھی آن پہنچی اور یہ لوگ اپنی سواریوں سے اترتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھنے لگے۔ اُمّ مَعْبَد جو تھیں وہ کچھ بھانپ گئیں اور کہنے لگیں کہ تم ایسی بات پوچھ رہے ہو کہ میں نے تو کبھی نہیں سنی اور نہ ہی مجھے سمجھ آرہی ہے کہ تم لوگ کیا چاہتے ہو اور جب ان لوگوں نے اپنے سوال میں کچھ سختی کرنا چاہی تو اس جہاں دیدہ بہادر خاتون نے کہا کہ دیکھو! اگر تم ابھی مجھ سے دُور نہ ہوئے تو مَیں اپنے قبیلے والوں کو آواز دے کر بلالوں گی۔ وہ اس خاتون کے مقام و مرتبہ کو جانتے تھے۔ لہٰذا عافیت اسی میں جانی کہ واپس لَوٹ جائیں۔

(محمد رسول اللہ والذین معہ . . . لعبد الحمید جودۃ السحار جلد ۳ صفحہ ۶۷، الہجرۃ، مکتبۃ مصر)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی راستے میں تھے کہ انہیں حضرت زبیرؓ ملے جو مسلمانوں کے ایک قافلے کے ساتھ شام سے تجارت کرکے واپس آرہے تھے۔ حضرت زبیرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کو سفید کپڑے پہنائے۔

(صحیح البخاری کتاب المناقب باب ہجرۃ النبی ﷺ و اصحابہ الی المدینۃ حدیث ۳۹۰۶)

اس ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے یوں لکھا ہے کہ ''راستہ میں زبیر بن العوامؓ سے ملاقات ہوگئی جو شام سے تجارت کرکے مسلمانوں کے ایک چھوٹے سے قافلے کے ساتھ مکہ کو واپس جارہے تھے۔ زبیر نے ایک جوڑا سفید کپڑوں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ایک حضرت ابوبکرؓ کی نذر کیا اور کہا میں بھی مکہ سے ہوکر بہت جلد آپؐ سے مدینہ میں آملوں گا۔''

(سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 242)

پھر بخاری کی ایک روایت ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ راہ گزرتے ہوئے کئی دوسرے قافلے والے جو کہ حضرت ابوبکرؓ کو ان کے اکثر تجارتی سفروں کی وجہ سے انہی جگہوں پر دیکھ چکے تھے پوچھتے کہ آپؓ کے ساتھ یہ کون ہے؟ تو آپؓ کہہ دیتے کہ

یہ مجھے راستہ دکھانے والے ہیں۔

ھٰذَا الرَّجُلُ یَھْدِیْنِی السَّبِیْلَ۔ یہ شخص مجھے راستے کی طرف ہدایت دینے والا ہے۔ لوگ سمجھتے یہ گائیڈ ہیں اور حضرت ابوبکرؓ کی مراد راہ ہدایت سے ہوتی۔

(صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار باب ھجرۃ النبی ﷺ واصحابہ الی المدینۃ حدیث نمبر ۳۹۱۱)

اس بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس طرح لکھا ہے کہ ’’چونکہ حضرت ابوبکرؓ بوجہ تجارت پیشہ ہونے کے اس راستہ سے بارہا آتے جاتے رہتے تھے اس لئے اکثر لوگ ان کو پہچانتے تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پہچانتے تھے۔ لہٰذا وہ ابوبکرؓ سے پوچھتے تھے کہ یہ تمہارے آگے آگے کون ہے۔ حضرت ابوبکرؓ فرماتے۔ ھٰذَا یَھْدِیْنِی السَّبِیْلَ۔ یہ میرا ہادی ہے۔ وہ سمجھتے تھے کہ شاید یہ کوئی دلیل یعنی گائیڈ ہے جو راستہ دکھانے کے لئے حضرت ابوبکرؓ نے ساتھ لے لیا ہے۔ مگر حضرت ابوبکرؓ کا مطلب کچھ اَور ہوتا تھا۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 242)

منزلِ مقصود

تک پہنچنے کے بارے میں لکھا ہے کہ آٹھ دن سفر کرتے ہوئے خدائی نصرتوں کے ساتھ آخر کار پیر کے دن آپؐ مدینہ کے راستے قُبا پہنچ گئے۔ حدیث میں ہے کہ پیر کے دن آپؐ پیدا ہوئے۔ پیر کے دن مکہ سے نکلے اور پیر کے دن مدینہ پہنچے اور پیر کے دن آپؐ کی وفات ہوئی۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد ۳ صفحہ ۲۵۳، جماع ابواب الھجرۃ الی المدینۃ.... دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۳ء)

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 243)

قُبا ایک کنویں کا نام تھا جس کی نسبت سے بستی کا نام بھی قُبا مشہور ہو گیا جہاں انصار کے قبیلہ بنو عَمرو بن عوف کے لوگ آباد تھے۔ یہ بستی مدینہ سے دو میل کے فاصلے پر تھی۔

(معجم البلدان لشھاب الدین یاقوت الحموی جلد ۴ صفحہ ۳۷۷ زیر لفظ ’’قبا‘‘ مطبوعہ المکتبۃ العصریۃ بیروت ۲۰۱۴ء)

بعض کے نزدیک قُبا کا فاصلہ مدینہ سے تین میل تھا۔ اس کو عالیہ بھی کہتے ہیں۔

(فرہنگ سیرت صفحہ 230)

مدینہ میں مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ سے روانگی کا سن لیا تھا۔ وہ ہر صبح حَرَّہ تک جایا کرتے تھے اور آپؐ کا انتظار کرتے۔ مدینہ دو حَرّوں کے درمیان ہے۔ حَرَّہ سیاہ پتھریلی زمین کو کہتے ہیں۔ مدینہ کی مشرق کی جانب حَرَّۃ وَاقِم ہے جس کو حَرَّۃ بنو قُریظہ بھی کہتے ہیں اور دوسرا حَرَّۃُ الوَبَرَۃ ہے جو مدینہ کے مغرب میں تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہاں تک کہ دوپہر کی گرمی انہیں لَوٹا دیتی۔ صبح جاتے، انتظار کرتے اور دوپہر کو واپس آ جاتے۔ ایک دن مدینہ والے وہ لوگ کافی دیر انتظار کے بعد لَوٹے۔ پھر جب وہ اپنے گھروں میں پہنچے تو ایک یہودی شخص اپنے قلعوں میں سے ایک قلعہ پر کسی کام کے لیے چڑھا تا کہ وہ اس کو دیکھے تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں کو دیکھ لیا جو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ سراب ان سے ہٹ رہا تھا۔ یہودی اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکا اور اس نے اپنی بلند آواز سے کہا۔ اے عرب کے لوگو! یہ تمہارے وہ سردار ہیں جن کا تم انتظار کر رہے ہو تو مسلمان ہتھیاروں کی طرف لپکے اور حَرَّہ کے میدان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سمیت داہنی طرف مڑے یہاں تک کہ آپ بنو عمرو بن عوف کے محلے میں ان کے ساتھ اترے اور یہ سوموار کا دن تھا اور ربیع الاول کا مہینہ۔ حضرت ابوبکر لوگوں کے لیے کھڑے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش تشریف فرما تھے اور انصار میں سے وہ لوگ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا تھا، آئے اور حضرت ابوبکرؓ کو سلام کرنے لگے۔ یہاں تک کہ دھوپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑنے لگی۔ حضرت ابوبکرؓ آگے بڑھے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی چادر سے سایہ کیا۔ اس وقت لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو عمرو بن عوف کے محلے میں دس سے زائد راتیں یا بخاری کی ایک روایت کے مطابق چودہ راتیں ٹھہرے اور اس مسجد کی بنیاد رکھی جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔

(صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار باب ھجرۃ النبی ﷺ و اصحابہ الی المدینۃ حدیث نمبر ۳۹۰۶)

(صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر ۴۲۸)

(فرہنگ سیرت صفحہ 101-102)

بخاری کی اس روایت کے مطابق

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس سے زائد راتیں قُبا میں قیام فرمایا۔

ایک روایت کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عَمرو بن عوف یعنی قُبا میں سوموار، منگل، بدھ اور جمعرات، چار دن قیام فرمایا اور جمعہ کو مدینہ کی طرف نکلے۔ ایک اور روایت میں ذکر ہے کہ آپؐ نے بائیس راتیں قیام فرمایا۔

(السیرۃ الحلبیۃ جلد ۲ صفحہ ۷۵، باب عرض رسول اللہ ﷺ نفسہ . . . ، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۲ء)

حضرت مصلح موعودؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قُبا میں آمد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’سراقہ کو رخصت کرنے کے بعد چند منزلیں طے کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پہنچ گئے۔ مدینہ کے لوگ بے صبری سے آپ کا انتظار کر رہے تھے اور اِس سے زیادہ ان کی خوش قسمتی اَور کیا ہو سکتی تھی کہ وہ سورج جو مکہ کے لئے نکلا تھا مدینہ کے لوگوں پر جا طلوع ہوا۔ جب انہیں یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے غائب ہیں۔‘‘ یعنی مدینہ والوں کو ’’تو وہ اسی دن سے آپ کا انتظار کر رہے تھے۔ ان کے وفد روزانہ مدینہ سے باہر کئی میل تک آپ کی تلاش کے لئے نکلتے تھے اور شام کو مایوس ہو کر واپس آ جاتے تھے۔ جب آپ مدینہ کے پاس پہنچے تو آپ نے فیصلہ کیا کہ پہلے آپؐ قُبا میں جو مدینہ کے پاس ایک گاؤں تھا ٹھہریں۔ ایک یہودی نے آپ کی اونٹنیوں کو آتے دیکھا تو سمجھ گیا کہ یہ قافلہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ وہ ایک ٹیلے پر چڑھ گیا اور اس نے آواز دی۔ اے قَیْلَہ کی اولاد! (قَیْلَہ مدینہ والوں کی ایک دادی تھی) سو قَیْلَہ کی اولاد کے نام سے بھی وہاں کے لوگوں کو پکارا جاتا تھا۔ ’’تم جس کے انتظار میں تھے آ گیا ہے۔ اِس آواز کے پہنچتے ہی مدینہ کا ہر شخص قُبا کی طرف دوڑ پڑا۔ قُبا کے باشندے اِس خیال سے کہ خدا کا نبی ان میں ٹھہرنے کے لئے آیا ہے خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ اِس موقع پر ایک ایسی بات ہوئی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سادگی کے کمال پر دلالت کرتی تھی۔ مدینہ کے اکثر لوگ آپ کی شکل سے واقف نہیں تھے۔ جب قُبا سے باہر آپ ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ بھاگتے ہوئے مدینہ سے آپ کی طرف آ رہے تھے تو چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ سادگی سے بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے ناواقف لوگ حضرت ابوبکرؓ کو دیکھ کر جو عمر میں گو چھوٹے تھے مگر ان کی داڑھی میں کچھ سفید بال آئے ہوئے تھے اور اسی طرح ان کا لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ بہتر تھا، یہی سمجھتے تھے کہ ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور بڑے ادب سے آپ کی طرف منہ کر کے بیٹھ جاتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے جب یہ بات دیکھی تو سمجھ لیا کہ لوگوں کو غلطی لگ رہی ہے۔ وہ جھٹ چادر پھیلا کر سورج کے سامنے کھڑے ہو گئے اور کہا یا رسول اللہ! آپ پر دھوپ پڑ رہی ہے میں آپ پر سایہ کرتا ہوں اور اس لطیف طریق سے انہوں نے لوگوں پر ان کی غلطی کو ظاہر کر دیا۔‘‘

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 226-227)

اس واقعہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بخاری کا ایک حوالہ درج فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ ’’بخاری میں بَرَاء بن عَازِب کی روایت ہے کہ

جو خوشی انصار کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کے وقت پہنچی تھی ویسی خوشی کی حالت میں مَیں نے انہیں کبھی کسی اَور موقع پر نہیں دیکھا۔

ترمذی اور ابن ماجہ نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ہم نے یوں محسوس کیا کہ ہمارے لیے مدینہ روشن ہو گیا اور جب آپؐ فوت ہوئے تو اس دن سے زیادہ تاریک ہمیں مدینہ کا شہر کبھی نظر نہیں آیا۔

استقبال کرنے والوں کی ملاقات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی خیال کے ماتحت جس کا ذکر تاریخ میں نہیں آیا سیدھے شہر کے اندر داخل نہیں ہوئے بلکہ دائیں طرف ہٹ کر مدینہ کی بالائی آبادی میں جو اصل شہر سے دو اڑھائی میل کے فاصلہ پر تھی اور جس کا نام قُبا تھا تشریف لے گئے۔ اس جگہ انصار کے بعض خاندان آباد تھے جن میں زیادہ ممتاز عَمرو بن عوف کا خاندان تھا اور اس زمانہ میں اس خاندان کے رئیس کلثوم بن الہِدم تھے۔ قُبا کے انصار نے آپ کا نہایت پرتپاک استقبال کیا اور آپ کلثوم بن الہدم کے مکان پر فروکش ہو گئے۔ وہ مہاجرین جو آپؐ سے پہلے مدینہ پہنچ گئے ہوئے تھے وہ بھی اس وقت تک زیادہ تر قُبا میں

کلثوم بن الہدم اور دوسرے معززین انصار کے پاس مقیم تھے اور شاید یہی وجہ تھی کہ آپؐ نے سب سے پہلے قُبا میں قیام کرنا پسند فرمایا۔ ایک آن کی آن میں سارے مدینہ میں آپؐ کی آمد کی خبر پھیل گئی اور تمام مسلمان جوشِ مسرت میں بیتاب ہو کر جوق در جوق آپؐ کی فرودگاہ پر جمع ہونے شروع ہو گئے۔‘‘
(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے، صفحہ 264-265)

مسجد قُبا کی تعمیر

کے بارے میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قُبا میں قیام کے دوران ایک مسجد کی بنیاد بھی رکھی جسے مسجد قُبا کہا جاتا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو عَمرو بن عوف کے محلے میں دس سے زائد راتیں ٹھہرے اور اس مسجد کی بنیاد رکھی جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔
(بخاری کتاب مناقب الانصار باب ہجرۃ النبی ﷺ و اصحابہ الی المدینۃ حدیث نمبر ۳۹۰۶)

روایت میں ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عمرو بن عوف کے لیے مسجد کی بنیاد رکھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بنیاد رکھی تو سب سے پہلے آپؐ نے قبلے کی سمت ایک پتھر رکھا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے ایک پتھر لا کر رکھا۔ پھر حضرت عمرؓ ایک پتھر لے کر آئے اور حضرت ابوبکرؓ کے پتھر کے ساتھ رکھ دیا۔ پھر تمام لوگ تعمیر میں مصروف ہو گئے۔ جب مسجد قُبا کی تعمیر ہو رہی تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک پتھر لاتے جسے آپؐ نے اپنے پیٹ کے ساتھ لگایا ہوا ہوتا۔ بڑا بھاری پتھر ہوتا۔ پھر آپؐ اس پتھر کو رکھتے۔ کوئی شخص آتا اور چاہتا کہ اس پتھر کو اٹھائے مگر وہ اٹھا نہ سکتا۔ اس پر آپؐ اسے حکم دیتے کہ اسے چھوڑ دو اور کوئی اَور پتھر لے آؤ۔
(الروض الانف جلد ۲ صفحہ ۳۳۲، تاسیس مسجد قباء، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

مسجد قُبا کے متعلق آتا ہے کہ یہی وہ مسجد ہے جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی تھی مگر بعض روایات میں مسجد نبوی کو وہ مسجد قرار دیا گیا ہے جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی تھی۔ سیرتِ حلبیہ میں ذکر ہے کہ ان دونوں اقوال میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ ان دونوں مساجد میں سے ہر ایک کی بنیاد تقویٰ پر ہی رکھی گئی۔ اس بات کی تائید حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔ اس روایت کے مطابق ان کی رائے تھی کہ مدینہ کی تمام مساجد جس میں قُبا کی مسجد بھی شامل ہے اس کی بنیاد تقویٰ پر ہی رکھی گئی ہے لیکن جس کے متعلق آیت نازل ہوئی تھی وہ مسجد قُبا ہی ہے۔
(السیرۃ الحلبیۃ جلد ۲ صفحہ ۸۵ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۲ء)

دس دن یا چودہ دن قیام کے بعد

جمعہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قُبا سے مدینہ کے لیے روانہ ہوئے۔

راستے میں جب بنو سَالِم بن عوف کی آبادی میں پہنچے تو جمعہ کا وقت ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے ہمراہ وادی رَانُوْنَاء کی مسجد میں نماز جمعہ ادا کی اور ان کی تعداد ایک سو تھی۔ وادی رَانُوْنَاء مدینہ کے جنوب میں واقع ہے۔ جب آپؐ نے اس مسجد میں جمعہ کی نماز ادا کی تو اس وقت سے اس مسجد کو مسجد الجمعہ کہا جانے لگا۔ یہ پہلا جمعہ تھا جو آپ نے مدینہ میں پڑھا تھا۔
(السیرۃ الحلبیۃ جلد ۲ صفحہ ۸۱، باب الھجرۃ الی المدینۃ، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۲ء)
(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ ۳۴۹۔ باب ہجرۃ الرسول۔ دارالکتب العلمیۃ ۲۰۰۱ء)
(اٹلس سیرت نبوی صفحہ 168)

ہوسکتا ہے یہ مسجد بعد میں وہاں بنائی گئی ہو۔ اس جگہ جمعہ پڑھنے کی وجہ سے اس کا نام رکھا گیا ہو۔ پھر ذکر آتا ہے کہ نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اس وقت آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو پیچھے بٹھایا ہوا تھا۔
(شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ جزء ۲ صفحہ ۱۵۶ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۶ء)

انعام کے لالچ میں بہت سے لوگوں نے آپؐ کا پیچھا کرنے کی کوشش کی۔

ایک واقعہ کتب تاریخ میں یوں بیان ہوا ہے۔ بُرَیدہ بن حُصَیب بیان کرتے ہیں کہ جب قریش نے اس کے لیے سو اونٹوں کا انعام مقرر کیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ کرے یعنی آپ کو زندہ یا مُردہ پکڑ کے لائے تو مجھے بھی لالچ نے آمادہ کیا تو میں بنو سَہْم کے ستر لوگوں کے ساتھ سوار ہو کر نکلا اور آپؐ کو ملا۔ آپؐ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے کہا کہ بُرَیدہ۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے ابوبکر! ہمارا معاملہ ٹھنڈا اور درست ہو گیا۔ پھر آپؐ نے پوچھا تم کس قبیلہ سے ہو؟ میں نے کہا قبیلہ اسلم سے۔ آپؐ نے فرمایا سلامتی میں رہے۔ پھر پوچھا کس کی اولاد سے؟ میں نے کہا بنو سَہْم کی۔ آپؐ نے فرمایا اے ابوبکر تمہارا سَہْم یعنی تمہارا نصیبہ نکل آیا۔ پھر بُرَیدہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپؐ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں محمد بن عبداللہ، اللہ کا رسول ہوں۔ اس پر بُرَیدہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ پھر بُرَیدہ نے اسلام قبول کر لیا اور سب لوگوں نے بھی جو اس کے ساتھ تھے۔ بُرَیدہ نے کہا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ بنو سَہْم نے دلی خوشی سے بغیر کسی جبر کے اسلام قبول کیا۔ جب صبح ہوئی تو بُرَیدہ نے کہا

یا رسول اللہؐ! مدینہ میں آپؐ کا داخلہ ایک جھنڈے کے ساتھ ہونا چاہیے۔

پھر اس نے اپنا عمامہ سر سے اتارا اور اسے اپنے نیزے پر باندھ دیا اور آپؐ کے آگے آگے چلنے لگا یہاں تک کہ مسلمان مدینہ میں داخل ہو گئے۔
(شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ جزء ۲ صفحہ ۱۴۸ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۶ء)
(السیرۃ الحلبیۃ جلد ۲ صفحہ ۱۷، باب الھجرۃ الی المدینہ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

صحیح بخاری میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ آمد کے متعلق حضرت انس بن مالکؓ کی روایت اس طرح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے اور مدینہ کے اوپر کے حصہ میں ایک قبیلہ میں جنہیں بنو عَمرو بن عوف کہا جاتا تھا اترے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان میں چودہ راتیں ٹھہرے۔ پھر بنو نَجّار کو بلا بھیجا۔ وہ تلواریں پہنے ہوئے آئے اور یہ واقعہ مجھے ایسا یاد ہے گویا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اب بھی اپنی سواری پر سوار دیکھ رہا ہوں اور حضرت ابوبکرؓ آپؐ کے پیچھے سوار تھے اور بنو نَجّار کا جتھہ آپؐ کے ارد گرد تھا۔ آخر آپؐ نے حضرت ابوایوبؓ کے صحن میں ڈیرہ ڈالا۔
(صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب ھل تنبش قبور مشرکی الجاھلیۃ... حدیث ۴۲۸)

اس کا احوال بیان کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ ’’قُبا میں زائد از دس دن قیام کے بعد جمعہ کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے اندرونی حصہ کی طرف روانہ ہوئے۔ انصار و مہاجرین کی ایک بڑی جماعت آپؐ کے ساتھ تھی۔ آپؐ ایک اونٹنی پر سوار تھے اور حضرت ابوبکرؓ آپؐ کے پیچھے تھے۔ یہ قافلہ آہستہ آہستہ شہر کی طرف بڑھنا شروع ہوا۔ راستہ میں ہی نماز جمعہ کا وقت آ گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو سَالم بن عَوف کے محلہ میں ٹھہر کر صحابہ کے سامنے خطبہ دیا اور جمعہ کی نماز ادا کی۔ مورخین لکھتے ہیں کہ گو اس سے پہلے جمعہ کا آغاز ہو چکا تھا مگر

یہ پہلا جمعہ تھا جو آپؐ نے خود ادا کیا۔

اور اس کے بعد سے جمعہ کی نماز کا طریق باقاعدہ جاری ہو گیا۔‘‘ (تو یہاں سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مسجد جو تھی وہ بعد میں بنائی گئی)۔

’’جمعہ سے فارغ ہو کر آپؐ کا قافلہ پھر آہستہ آہستہ آگے روانہ ہوا۔ راستہ میں آپؐ مسلمانوں کے گھروں کے پاس سے گزرتے تھے تو وہ جوش محبت میں بڑھ بڑھ کر عرض کرتے تھے یا رسول اللہ! یہ ہمارا گھر، یہ ہمارا مال وجان حاضر ہے اور ہمارے پاس حفاظت کا سامان بھی ہے۔ آپؐ ہمارے پاس تشریف فرما ہوں۔ آپؐ ان کے لئے دعائے خیر فرماتے اور آہستہ آہستہ شہر کی طرف بڑھتے جاتے تھے۔ مسلمان عورتوں اور لڑکیوں نے خوشی کے جوش میں اپنے گھروں کی چھتوں پر چڑھ چڑھ کر گانا شروع کیا۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا
مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا
مَا دَعٰى لِلّٰهِ دَاعٍ

یعنی آج ہم پر وِدَاع کی گھاٹیوں سے چودھویں کے چاند نے طلوع کیا ہے۔ اس لیے اب ہم پر ہمیشہ کے لئے خدا کا شکر واجب ہو گیا ہے۔ مسلمانوں کے بچے مدینہ کی گلی کوچوں میں گاتے پھرتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے۔ خدا کے رسولؐ آ گئے۔ اور مدینہ کے حبشی غلام آپؐ کی تشریف آوری کی خوشی میں تلوار کے کرتب دکھاتے پھرتے تھے۔ جب آپؐ شہر کے اندر داخل ہوئے تو ہر شخص کی یہ خواہش تھی کہ آپؐ

اس کے پاس قیام فرمائیں اور ہر شخص بڑھ بڑھ کر اپنی خدمت پیش کرتا تھا۔ آپؐ سب کے ساتھ محبت کا کلام فرماتے اور آگے بڑھتے جاتے تھے حتّٰی کہ آپؐ کی ناقہ بنونجّار کے محلہ میں پہنچی۔ اس جگہ بنونجار کے لوگ ہتھیاروں سے سجے ہوئے صف بند ہو کر آپؐ کے استقبال کے لئے کھڑے تھے اور قبیلہ کی لڑکیاں دفیں بجا بجا کر یہ شعر گا رہی تھیں۔

نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِی نَجَّارِ
یَا حَبَّذَا مُحَمَّدًا مِنْ جَارٍ

یعنی ہم قبیلہ بنونجار کی لڑکیاں ہیں اور ہم کیا ہی خوش قسمت ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے محلہ میں ٹھہرنے کے لئے تشریف لائے ہیں۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 266 - 267)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے اور حضرت ابوبکرؓ کے اہل و عیال کو مدینہ بلانے کے واقعہ کا ذکر

کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’کچھ عرصہ کے بعد آپ نے اپنے آزاد کردہ غلام یعنی مدینہ آنے کے کچھ عرصہ بعد ’’زیدؓ کو مکہ میں بھجوایا کہ وہ آپؐ کے اہل وعیال کو لے آئے۔ چونکہ مکہ والے اِس اچانک ہجرت کی وجہ سے کچھ گھبرا گئے تھے اِس لئے کچھ عرصہ تک مظالم کا سلسلہ بند رہا اور اسی گھبراہٹ کی وجہ سے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے خاندان کے مکہ چھوڑنے میں مزاحم نہیں ہوئے اور یہ لوگ خیریت سے مدینہ پہنچ گئے۔ اِس عرصہ میں جو زمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خریدی تھی سب سے پہلے وہاں آپؐ نے مسجد کی بنیاد رکھی اور اس کے بعد اپنے لئے اور اپنے ساتھیوں کے لئے مکان بنوائے۔‘‘

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 230)

مدینہ ہجرت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق سُنْح میں حضرت خُبَیب بن اِساف کے ہاں ٹھہرے۔

سُنْح مدینہ کے مضافات میں ایک جگہ ہے جو مسجد نبوی سے تقریباً دو میل کے فاصلہ پر تھی۔ حضرت خُبیبؓ کا تعلق بنو حارث بن خَزْرَج سے تھا۔ ایک قول کے مطابق حضرت ابوبکرؓ کی رہائش حضرت خارجہ بن زید کے ہاں تھی۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ ۳۴۸، باب ھجرۃ الرسول ﷺ، دار الکتب العلمیۃ ۲۰۰۱ء)

بعض روایات کے مطابق حضرت ابوبکرؓ نے سُنْح میں ہی اپنا مکان اور کپڑا بنانے کا کارخانہ بنا لیا تھا۔ (مقالات سیرت جلد 3 صفحہ 131 مکتبہ الاسلامیہ لاہور 2016ء) اس سے کاروبار کیا۔ ان شاء اللہ یہ ذکر آئندہ بھی ہوگا۔

اس وقت مَیں

کچھ مرحومین کا ذکر

کرنا چاہتا ہوں جن میں سے پہلا ذکر ہے

چوہدری اصغر علی کلار صاحب مرحوم

جو اسیر راہ مولیٰ تھے۔ یہ محمد شریف صاحب کلار، بہاولپور کے بیٹے تھے۔ 10؍ جنوری کو حالتِ اسیری میں بیمار ہوئے اور وہیں ہسپتال میں ان کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ اس لحاظ سے

یہ شہیدوں میں ہی شمار ہوں گے۔

تفصیلات کے مطابق مرحوم کے خلاف 24؍ ستمبر 2021ء کو پولیس سٹیشن بغداد الجدید بہاولپور میں دفعہ 295-C توہینِ رسالت (نعوذ باللہ)۔ توہین رسالت کا الزام تو فوراً احمدیوں پہ لگا دیتے ہیں، اس کے تحت مقدمہ درج ہوا اور 26؍ ستمبر کو گرفتاری عمل میں آئی۔ گرفتاری کے بعد مرحوم بہاولپور جیل میں تھے۔ جیل میں خون کی الٹیاں آنے پر اور طبیعت خراب ہونے پر مرحوم کو 4؍ جنوری 2022ء کو بہاولپور کے ہسپتال میں منتقل کیا گیا جہاں علاج جاری تھا کہ 10؍ جنوری کو صبح فجر سے قبل ان کی وہاں اسیری کی حالت میں ہی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ وفات کے وقت مرحوم کی عمر 70 سال تھی۔

مرحوم کی درخواست > ضمانت عدالت میں زیر سماعت تھی اور 8؍ جنوری کو ضمانت کی تاریخ تھی مگر پولیس ریکارڈ لے کر نہ آئی جس پر جج نے 11؍ جنوری کی تاریخ دے دی لیکن فیصلہ سے قبل ہی مرحوم مالکِ حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔ مرحوم تین ماہ پندرہ دن اسیر راہِ مولیٰ رہے۔

مرحوم نے 1971ء میں اوائل عمر میں میٹرک کے بعد خود ہی بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت اختیار کی تھی۔ اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔ احمدیت میں شمولیت کے بعد مخالفانہ حالات کا سامنا رہا اس کے باوجود ثابت قدم رہے۔ ایف سی کالج سے انہوں نے MSc.Maths کی ڈگری حاصل کی۔ دورانِ تعلیم قبول احمدیت کی بنا پر والدین نے ان کی مالی معاونت بند کر دی اور شرط رکھی کہ احمدیت چھوڑنے کی صورت میں ہی آئندہ تعلیمی اخراجات ادا کیے جائیں گے۔ اس کے باوجود مرحوم ثابت قدم رہے اور بچوں کو ٹیوشن پڑھا کر اپنے تعلیمی اخراجات پورے کرتے رہے۔ تاہم مرحوم کے والد صاحب نے مرحوم کی ثابت قدمی اور تقویٰ سے متاثر ہو کر بعد میں مخالفت ترک کر دی اور اسی خدشہ کے پیشِ نظر کہ کہیں احمدی بیٹا غیر احمدی والد کی جائیداد سے محروم نہ کر دیا جائے اپنی زندگی میں ہی ان کے نام کا حصہ منتقل کر دیا تھا۔ ان کے والد نے ان کے ساتھ یہ نیکی کی۔ مرحوم بفضلہ تعالیٰ 1/8 حصہ کے موصی تھے۔ مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔ نئے سال کے اعلان کے ساتھ ہی سو فیصد ادائیگی کر دیا کرتے تھے۔ خلافتِ احمدیہ سے والہانہ عشق تھا۔ واقفینِ زندگی اور مرکزی مہمانان کی عزت اور مہمان نوازی کا وصف نمایاں تھا۔ جماعتی دورہ جات میں اپنی گاڑی ہمیشہ پیش کرتے تھے۔ دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔ باہمت، نڈر داعی الی اللہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے کئی سعید روحوں کو مرحوم کے توسط سے بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت کی توفیق بخشی۔ صوم و صلوٰۃ کے علاوہ نماز تہجد کے پابند تھے۔ غریب پروری اور خدمتِ خلق کرنے والے نافع الناس وجود تھے۔ خاندان کے ہر فرد کی باوجود مخالفت کے مالی اور اخلاقی خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم کو شہادت کی بڑی خواہش تھی جو اس طرح اللہ تعالیٰ نے پوری کر دی۔

مرحوم کی اہلیہ محترمہ نے بیان کیا کہ جیل میں ملاقات کے دوران مرحوم نے ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں تین مرتبہ سلام کا پیغام ملا ہے اور دوسری خواب میں یہ بیان کیا کہ مَیں نے جیل سے اپنی میت نکلتے دیکھی ہے۔ مرحوم کو بحیثیت ناظم انصار اللہ، زعیم اعلیٰ بہاولپور شہر، سیکرٹری دعوت الی اللہ، سیکرٹری وقف جدید، سیکرٹری اصلاح و ارشاد ضلع خدمت کی توفیق ملی۔ وفات کے وقت ضلعی قاضی بھی تھے۔ مرحوم نے اپنے پسماندگان میں اپنی اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑے ہیں۔ ان کے ایک بیٹے ملک سے باہر ہی ہیں اور بیٹی بھی کینیڈا میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اصغر علی کلار صاحب سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند فرمائے۔ ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

باقی اسیران کے بارے میں بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کی رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔

دوسرا ذکر ہے

مرزا ممتاز احمد صاحب

کا جو وکالت علیا ربوہ کے کارکن تھے۔ پچاسی (85) سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ ان کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے والد کیپٹن ڈاکٹر شیر محمد علی صاحب کے ذریعہ ہوا جنہوں نے 1923ء میں بیعت کی تھی۔ مرزا ممتاز صاحب نے اپریل 1964ء میں دفتر امانت تحریک جدید میں بطور محرر خدمت شروع کی اور تا دمِ آخر اٹھاون سال تک خدمت کی توفیق پائی۔ ان کی شادی مکرم چوہدری مظفر الدین بنگالی صاحب کی بیٹی ماجدہ بیگم سے ہوئی۔ ان سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا۔

ان کے نواسے خالد منصور لکھتے ہیں کہ نانا ہمیں ہمیشہ جماعت کی خدمت میں وابستہ رہنے کی تلقین کرتے تھے۔ ہمیشہ نماز باجماعت کی اہمیت بتاتے اور تلقین کرتے۔ کہتے ہیں میرے والد صاحب کی وفات کے بعد نانا نے مجھے ان کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔ ہمیشہ ان کو اپنا دوست پایا۔ ہمیشہ جماعت کے کاموں میں مصروف دیکھا۔ ایک مثالی دوست، باپ اور جماعت کے ایک مثالی کارکن تھے۔ ہر ایک سے محبت، پیار اور شفقت کا

سلوک کرتے تھے۔ وقت کی پابندی بہت کرتے تھے اور اس کی اہمیت بتاتے تھے۔

ان کے ساتھ کام کرنے والے ایک کارکن سعید ناصر صاحب ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ بڑا لمبا عرصہ مجھے ان کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔ بڑی صفائی سے کام کیا کرتے تھے اور اپنا کام مکمل کرنے کے بعد اپنے ساتھیوں کے کام میں بھی ان کی مدد کیا کرتے تھے۔

پھر ایک مربی لقمان ثاقب صاحب ہیں وہ کہتے ہیں مَیں نے دیکھا کہ طبیعت کے ضعف کے باوجود اپنے مفوضہ امور مستعدی سے بخوبی سرانجام دیتے تھے۔ آخری وقت تک حافظہ کمال کا تھا۔ سالوں پہلے کے کسی معاملے کے بارے میں فوراً بتا دیتے کہ یہ معاملہ فلاں فائل میں فلاں جگہ پڑا ہوا ہے۔ شستہ مذاق کو پسند کرتے اور لطف اندوز بھی ہوتے تھے لیکن بلاوجہ فضول باتیں کرنے، گپیں مارنے والی ان کی طبیعت نہیں تھی۔ جو کچھ وقت اپنا کام مکمل کرنے پر بچتا تو دفتر میں ہی کرسی پر بیٹھ کر کوئی پرانی فائل لے کر اس کو پڑھنا شروع کر دیتے۔

ڈاکٹر سلطان مبشر نے بھی ان کے بارے میں لکھا ہے کہ بڑی عاجزی تھی۔ ایک سینئر کارکن ہونے کے باوجود ہسپتال جب آتے تھے تو اپنی باری کا انتظار کرتے اور کبھی جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرتے۔ ان میں شکرگزاری اور احسان مندی کا بڑا وصف تھا صبر کا مادہ بھی ان میں بہت زیادہ تھا۔ بڑی لمبی بیماری میں تکلیف کی زیادتی کے باوجود بھی انہوں نے بے صبری کا مظاہرہ نہیں کیا اور سوائے چند ایک دفتر کے دوستوں کے زیادہ حلقہ احباب بھی نہیں تھا۔

ہمیشہ مَیں نے بھی ان کو بڑا خاموش طبع دیکھا ہے اور اپنے چند دوستوں کے ساتھ ہی اور دفتر سے گھر اور گھر سے دفتر یہی معمول ہوتا تھا لیکن بڑی محنت سے کام کرنے والے۔ بڑے اخلاص اور وفا کے ساتھ انہوں نے عمر گزاری ہے۔

اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اگلا ذکر ہے

کرنل ریٹائرڈ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب

جو فضل عمر ہسپتال کے سابق ایڈمنسٹریٹر تھے۔ ستانوے سال کی عمر میں گذشتہ دنوں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ ان کے خاندان میں احمدیت ان کے والد میاں محمد عالم صاحب کے ذریعہ آئی جنہوں نے 1919ء میں بیعت کی تھی جبکہ ڈاکٹر عبدالخالق نے 1938ء میں بیعت کی تھی۔ اپنی بیعت کی تفصیل بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمارے ابا جان الفضل منگواتے تھے۔ اس کے مطالعہ سے احمدیت کی طرف توجہ ہوئی اور 1938ء میں ہم تین بہن بھائیوں نے بیعت کر لی۔ حضرت والدہ صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔ ہماری بیعت کر لینے کے کچھ عرصہ بعد انہوں نے بھی بیعت کر لی۔ کہتے ہیں 1939ء کے جلسہ میں جو جوبلی کا جلسہ تھا مَیں پہلی بار قادیان گیا اور بعد میں پھر اکثر جلسہ پر جانے کا موقع ملتا رہا۔ ان کی اہلیہ کی 1987ء میں وفات ہوگئی تھی۔ ان کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔

ان کے ایک بیٹے ڈاکٹر عبدالباری امیر جماعت احمدیہ اسلام آباد ہیں۔ 1974ء میں جب بھٹو حکومت نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا ظالمانہ قانون منظور کیا تو ڈاکٹر صاحب نے سرکاری ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور نصرت جہاں سکیم کے تحت اپنی خدمات پیش کیں۔ مرکز کی طرف سے آپ کو 1977ء میں سیرالیون بھجوایا گیا جہاں آپ کو تین سال انسانیت کی خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ پھر 1992ء میں پی آئی اے نے تاشقند کے لیے پروازیں شروع کیں تو ڈاکٹر صاحب نے اس موقع کو مناسب سمجھتے ہوئے تاشقند اور ازبکستان میں وقف عارضی گزارنے کی درخواست دی۔ مرکز نے یہ درخواست منظور کر لی تو انہوں نے اپنی چھوٹی بہن کے ساتھ سمرقند اور بخارا میں وقف عارضی کے ایام گزارے اور اس دوران میں انسانیت کی بے لوث خدمت بھی کی۔ احمدیت کا پیغام پہنچانے کی بھی ان کو سعادت ملی۔ 1994ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ان کو فضل عمر ہسپتال ربوہ کا ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا جہاں آپ نے جون 2005ء تک تقریباً دس سال سے زائد خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کے دور میں فضل عمر ہسپتال میں تعمیر و توسیع کے کئی منصوبے مکمل ہوئے۔ پھر ان کے بارے میں کسی بچے نے شاید ذکر کیا ہے کہ اسّی، اکاسی سال کی عمر کو پہنچنے کے باوجود آپ کا خدمت کا جذبہ تو جوان تھا لیکن انہیں احساس ہو رہا تھا کہ مجھے بڑھاپا آ رہا ہے۔ اس لیے انہوں نے 2005ء میں درخواست کی اور انہوں نے مجھے کہا تو پھر ان کی ریٹائرمنٹ ہوگئی۔ وہاں سے فراغت ہوگئی تو پھر انہوں نے اسلام آباد میں مستقل رہائش اختیار کر لی۔ وہاں اسلام آباد میں بھی مقامی قاضی کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتے رہے۔

ان کے بڑے بیٹے ڈاکٹر عبدالباری کہتے ہیں کہ اولاد کی دینی اور اخلاقی تربیت کا آپ کو ہر وقت فکر رہتا تھا۔ قرآن کریم کی صبح شام اور ہر وقت تلاوت میں آپ مشغول رہتے تھے۔ بہت محبوب مشغلہ تھا۔ اہم معاملات میں تمام تر فیصلہ جات آپ قرآن کریم کی روشنی میں کرتے تھے۔

ان کے داماد ڈاکٹر مظفر علی ناصر، یہ بھی ضلع واہ کینٹ کے نائب امیر ہیں، یہ کہتے ہیں کہ آج تک دن بھر کسی کو اس قدر تلاوت قرآن کریم کرتے نہیں دیکھا۔ ان کو قرآن سے عشق تھا۔ ایک مرتبہ ہسپتال سے ڈسچارج ہوئے تو سٹاف اداس ہو گیا کہ ہمیں قرآن کون سنائے گا۔ سردی اور گرمی میں تہجد میں آپ کی باقاعدگی ہمارے لیے ایک نمونہ تھی۔ خلافت اور جماعت کے ساتھ گہری محبت تھی۔ بہت سادہ زندگی تھی اور کبھی کوئی شکایت نہیں کی۔

ان کے بھائی کے نواسے عبدالصمد رضوی لکھتے ہیں کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر ہر تکلیف کو برداشت کیا۔ اپنی خوشیوں سے دستبرداری اختیار کی۔ کہتے ہیں ان کے گھر ربوہ میں مجھے کئی دفعہ قیام کا موقع ملا۔ میرے لیے ان کا وجود زندہ خدا کو پہچاننے کا باعث ہوا۔ ان کی نماز تہجد بے مثل ہوا کرتی تھی۔ خلافت کی عزت اور محبت آپ میں راسخ تھی جو ہماری بہترین تربیت کا باعث ہوئی۔

فضل عمر ہسپتال کے ڈاکٹر عبدالخالق کہتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب ہسپتال کے نوجوان ڈاکٹروں سے محبت اور شفقت کا سلوک کرتے تھے اور سینئر ڈاکٹرز کو توجہ دلاتے کہ جونیئر ڈاکٹرز کی ٹریننگ پر خصوصی توجہ دیا کریں۔ ہسپتال کے اموال کی دیانتداری سے نگرانی اور حفاظت کیا کرتے تھے۔ غریب اور مستحق افراد کی ذاتی جیب سے مدد کیا کرتے تھے۔

ڈاکٹر محمد احمد اشرف کہتے ہیں کہ بہت متحمل مزاج تھے۔ نرم دل، بردباری بہت زیادہ تھی، بہت شفیق وجود تھے اور زیادہ گفتگو کے عادی نہیں تھے لیکن انتظامی لحاظ سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر بہت گہری نظر رکھتے تھے اور اصولوں کی پابندی کروایا کرتے تھے۔ پھر وقفِ عارضی کے لیے دوسرے ڈاکٹروں کو تحریک بھی کیا کرتے تھے کہ فضل عمر ہسپتال میں آئیں اور اپنے داماد کو بھی، بیٹوں کو بھی کہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کی نیکیاں ان کی اولادوں میں بھی جاری رکھے۔ نمازوں کے بعد ان کی نماز جنازہ ادا کروں گا۔

(الفضل انٹرنیشنل 04 فروری 2022ء)

☆...☆...☆

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

چیٹ (chat) کرنے اور اس میں دوسروں کا مذاق اڑانے اور پھکڑ توڑنے، ایک دوسرے کے خلاف کام میں لائیں گی یا لوگوں کے رشتوں میں دراڑیں پیدا کرنے کے کام میں لائیں گی، کسی دوسری عورت کی زندگی اس کے خاوند سے انٹرنیٹ پر گفتگو کر کے برباد کریں گی۔ ایک دوسرے کی چغلیاں ہو رہی ہوں گی تو یہی کارآمد چیز جو ہے یہ لغویات میں بھی شمار ہوگی اور گناہ بھی بن رہی ہوں گی۔ پھر آجکل موبائل فون پر ٹیکسٹ میں پیغامات دیئے جاتے ہیں۔ یہ بھی ایک سلسلہ شروع ہوا ہے نیا، آجکل بڑا سستا طریقہ ہے گپیں مار کر وقت ضائع کرنے کا اور نامحرموں سے بات کرنے کا۔ بڑے آرام سے کہہ دیا جاتا ہے کہ ٹیکسٹ میسج (text message) ہی تھا کوئی بات کر لی ہے۔ ایک دوسرے سے رابطے بڑھتے ہیں کہ سہیلی نے اپنے دوستوں میں سے کسی کا فون دے دیا اپنے دوستوں کو اپنی سہیلی کا فون دے دیا۔ موبائل نمبر دے دیا کسی بھی ذریعہ سے ایک دوسرے کے نمبر ہاتھ آگئے تو ٹیکسٹ میسج کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے پھر ٹیلی فون پر 12، 13، 14 سال کی بچیاں بچے لے کر پھر رہے ہوتے ہیں۔ پیغامات دے رہے ہوتے ہیں۔ اور یہی عمر ہے جو خراب ہونے کی عمر ہے اور پھر انجام ایسی حد تک چلا جاتا ہے آخر کار جہاں وہ لغو جو ہے وہ گناہ بن جاتا ہے۔ اس لیے احمدی بچیاں اپنی عصمت کی خاطر اپنی عزت کی خاطر اپنے خاندان کے وقار کی خاطر اپنی جماعت کے تقدس کو مدنظر رکھتے ہوئے جس کی طرف سے وہ منسوب ہو رہی ہیں جس سے وہ منسلک ہیں ان چیزوں سے بچیں اور اسی طرح احمدی مرد بھی سن رہے ہیں وہ بھی اپنے آپ کو بچائیں۔"

(خطاب برموقع سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ جرمنی 11 جون 2006ء)(مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 19 جون 2015ء)

اعلان نکاح

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بتاریخ 29/ جنوری 2022ء بعد نماز ظہر و عصر مسجد مبارک اسلام آباد، یوکے میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرما کر ان کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔

* عزیزہ حافظہ سیدہ عروسہ خالد (واقفۂ نو) بنت مکرم سید خالد محمود صاحب ہمراہ عزیزم ملک ظفر اللہ خان (مربی سلسلہ) ابن مکرم عطاء اللہ صاحب
* عزیزہ مبشرہ صدیقہ بنت مکرم سرمد معین صاحب ہمراہ عزیزم حافظ منیب احمد (مربی سلسلہ) ابن مکرم فرید احمد طاہر صاحب
* عزیزہ عنبرین صباحت (واقفۂ نو) بنت مکرم اسد اللہ غالب صاحب ہمراہ عزیزم ثاقب احمد بلال (مربی سلسلہ) ابن مکرم شیخ حارث احمد صاحب
* عزیزہ عروج (واقفۂ نو) بنت مکرم نعیم اختر صاحب ہمراہ عزیزم عدیل وقاص (مربی سلسلہ) ابن مکرم صفدر علی صاحب
* عزیزہ عالیہ وقار (واقفۂ نو) بنت مکرم وقار احمد صاحب (یوگینڈا) ہمراہ عزیزم اویس احمد (مربی سلسلہ) ابن مکرم محمد مشتاق صاحب
* عزیزہ نگین اعجاز بنت مکرم اعجاز احمد صاحب ہمراہ عزیزم خرم شہزاد (مربی سلسلہ) ابن مکرم ذوالفقار علی صاحب
* عزیزہ ملیحہ حارث بنت مکرم شیخ حارث احمد صاحب ہمراہ عزیزم ذکی احمد ناصر (واقفِ نو) ابن مکرم عطاء الرحمان مبشر صاحب
* عزیزہ امۃ الجمیل عامرہ بنت مکرم عبدالواسع صاحب (قادیان) ہمراہ عزیزم ظافر احمد (متعلم جامعہ احمدیہ یوکے) ابن مکرم محمود احمد صاحب
* عزیزہ رشا کنول بنت مکرم نثار احمد صاحب ہمراہ عزیزم حبیب احمد رانا ابن مکرم شفیق احمد صاحب
* عزیزہ درثمین بنت مکرم ناصر محمود صاحب ہمراہ عزیزم محمد رافع ابن مکرم ارشد محمود صاحب
* عزیزہ صدف قیوم بنت مکرم عبدالقیوم صاحب ہمراہ عزیزم عبدالاول ابن مکرم محمد اکبر صاحب
* عزیزہ سارہ احمد بنت مکرم عطاء الرحمان مبشر صاحب ہمراہ عزیزم شیخ مبین احمد (واقفِ نو) ابن مکرم شیخ منصور احمد صاحب (والسال۔ یوکے)
* عزیزہ انعم احمدی (واقفۂ نو) بنت مکرم وقار احمد احمدی صاحب (برمنگھم۔ یوکے) ہمراہ عزیزم ذکی احمدی ابن مکرم وسیم الدین احمدی صاحب (مانچسٹر۔ یوکے)
* عزیزہ سمیرا احمد بنت مکرم یعقوب احمد (سندھی) صاحب (آلڈرشاٹ۔ یوکے) ہمراہ عزیزم ناصر احمد ابن مکرم مظفر احمد صاحب (مورڈن۔ یوکے)

(ادارہ الفضل کی طرف سے مبارکباد قبول کریں)

ایڈیٹر کے نام خط

* مکرمہ خالدہ نزہت ۔آسٹریلیا سے لکھتی ہیں:

الفضل میں شائع ہونے والے مضامین پڑھ کر تو روز ہی لکھنے کو دل چاہتا ہے۔ ہر لفظ ہی موتی کی طرح پرویا ہوا ہوتا ہے۔ ماشاء اللہ۔ ’’پھل اپنے درخت سے پہچانا جاتا ہے‘‘ ہمیشہ کی طرح بہت اچھا آرٹیکل تھا۔ محترمہ امۃ الباری ناصر کا مضمون ’’ایک تھی بشریٰ‘‘ بہت متاثر کن تھا۔ اللہ تعالیٰ محترمہ بشریٰ (مرحومہ) کے درجات بلند فرمائے، آمین۔ اس کے ساتھ ساتھ محترم فرحان حمزہ کے مضامین اکثر پڑھنے کو ملتے ہیں اس دفعہ ان کے مضمون ’’وہ گنجہائے گراں مایہ‘‘ میں انہوں نے جس شہید کا ذکر کیا ہے، وہ میرے چچا محترم نیاز علی شہید تھے۔ مجھے یاد ہے دادی جان نے ان کے لیے پنجابی کی نظم بھی لکھی تھی اور پڑھتی بھی رہتی تھیں۔ اس وقت مواصلات کا نظام آجکل کے زمانے جیسا نہیں تھا۔ ان کی شہادت کی خبرہمیں بہت عرصے بعد ملی تھی، لیکن دادی جان (مرحومہ) بتاتی تھیں کہ انہیں اور میرے ابا جان کو ان کی شہادت کی خبر اسی رات بذریعہ خواب مل گئی تھی۔ بعد میں جو لوگ قادیان سے واپس آئے انہوں نے بتایا کہ ہمیں مکرم نیاز علی شہید کی ڈیڈ باڈی بھی نہیں ملی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے، آمین۔

سانحہ ارتحال

مکرم عدیل احمد گوندل ۔مربی سلسلہ حال کینیڈا یہ افسوسناک اطلاع دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔کہ

خاکسار کے والد مکرم چوہدری نذیر احمد گوندل آف بھڈال ضلع سیالکوٹ مورخہ 24 دسمبر 2021ء بروز جمۃ المبارک بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ 2015ء سے کینیڈا میں مقیم تھے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ آپ کی وفات جرمنی میں ہوئی مؤرخہ 27 دسمبر کو جرمنی میں نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد میت کو کینیڈا لایا گیا جہاں مؤرخہ 29 دسمبر 2021ء کو BRAMPTON کینیڈا میں (احمدیہ قبرستان میں) نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد تدفین کی گئی۔

آپ خلافت کے سچے جانثار تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بطور امیر حلقہ، صدر جماعت، ناظم انصار اللہ ضلع سیالکوٹ، نائب قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع سیالکوٹ کی حیثیت سے خدمات کی توفیق ملتی رہی۔ آپ سلسلہ اور نظام سلسلہ کے ساتھ بہت وفا اور غیرت کا تعلق رکھنے والے تھے۔ آپ منکسر المزاج شخصیت کے مالک تھے۔ مہمان نوازی آپ کا شیوہ تھی۔ اپنی ڈیوٹیز کو انتہائی ذمہ داری سے ادا کرنے والے تھے۔ لازمی اور طوعی چندہ جات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔ علاوہ ازیں ہیومینٹی فرسٹ کے مختلف پراجیکٹس اور تعمیر مساجد وغیرہ کاموں میں بھی حسب استطاعت ضرور شامل ہوتے رہے۔ آپ نے زندگی کے مختلف مواقع پر ابتلاؤں اور مخالفتوں کا بڑی جرأت اور ثابت قدمی سے مقابلہ کیا۔ آپ کو مختلف ممالک کے جلسہ ہائے سالانہ میں شمولیت کی سعادت بھی حاصل ہوتی رہی اسی طرح 2018ء میں عمرہ کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

آپ نے لواحقین میں اہلیہ، چار بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔ تمام بچوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کسی نہ کسی رنگ میں سلسلہ کی خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔

اہلیہ: مکرمہ نسیم محمودہ چوہدری ۔ (لجنہ اماء اللہ تحصیل و ضلع سیالکوٹ میں نمایاں خدمات بجالاتی رہی ہیں۔ اس وقت بریمپٹن کینیڈا میں مقامی لجنہ کی عہدیدار ہیں)

بیٹے: مکرم رفیق عامر گوندل (جرمنی میں زونل ناظم انصار اللہ کے طور پر خدمات کی توفیق پا رہے ہیں)

☆ مکرم چوہدری نوید احمد گوندل (بریمپٹن کینیڈا میں قائد مجلس خدام الاحمدیہ، صدر جماعت احمدیہ بعد ازاں ریجنل ناظم انصار اللہ کے طور پر خدمات کی توفیق پاتے رہے ہیں)

☆ خاکسار عدیل احمد گوندل مربی سلسلہ حال کینیڈا

☆ مکرم شرجیل احمد گوندل (جرمنی میں لوکل سیکرٹری مال اور قائد خدام الاحمدیہ کے طور پر خدمات کی توفیق پا رہے ہیں)

بیٹی: مکرمہ افشین نذیر اہلیہ مکرم حافظ عبدالحفیظ مانگٹ حلقہ بیت الاحسان انگلینڈ (مقامی طور پر لجنہ میں خدمت کی توفیق ملتی رہی ہے)

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے ساتھ رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے، تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ادارہ الفضل کی طرف سے تمام لواحقین تعزیت قبول فرمائیں۔

نمازجنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید پرائیویٹ سیکرٹری یہ اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 29 جنوری 2022ء بروز ہفتہ 12 بجے دوپہر اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر مکرم ملک نذیر احمد صاحب ابن ملک غلام حسین صاحب (رینز پارک۔ یوکے) کی نماز جنازہ حاضر اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔جن کی تفصیل یہ ہے۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم ملک نذیر احمد صاحب ابن مکرم ملک غلام حسین صاحب (رینز پارک۔یوکے)

25 جنوری 2022 کو 86 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ تعلیم الاسلام کالج لاہور اور ربوہ میں پڑھائی مکمل کرنے کے بعد 1966 میں By Road یوکے آگئے اور یہاں آکر پولیٹیکل سائنس کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد 30 سال تک سکاٹ لینڈ میں ریاضی پڑھاتے رہے۔ آپ کو UN میں سٹوڈنٹ کونسل کے نمائندہ کے طور پر اسلام کے متعلق تقریر کرنے کا بھی موقع ملا۔مرحوم جماعت کیلئے بہت غیرت رکھتے تھے۔ بہت دیندار، صوم وصلوٰۃ کے پابند،لوگوں کے ساتھ انتہائی پیار و محبت سے ملنے والے،خوش گفتار اور خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والے نیک اور مخلص بزرگ تھے۔مرحوم انتہائی خوش الحانی کے ساتھ بلند آواز میں تلاوت قرآن کریم کیا کرتے تھے۔آپ کی بیٹی نے بتایا کہ مرحوم ہمیشہ انہیں ڈاکٹری کے پیشہ میں وقف عارضی کیلئے سپورٹ کرتے اور اس کے لئے خود بھی متعدد ممالک کے سفروں میں ان کے ساتھ جاتے رہے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور نواسے نواسیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

نماز جنازہ غائب

1- **مکرم مرزا مبارک احمد صاحب ابن مکرم مرزا فضل الرحمٰن صاحب**،(کینیڈا) 12 جنوری 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ کے دادا حضرت مرزا برکت علی صاحبؓ اور دادی حضرت سردار بیگم صاحبہؓ دونوں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔مرحوم صدر جماعت مالٹن (Malton) اور بریمپٹن پیل ولیج (Brampton Peel Village) کے علاوہ کئی سال ریجنل امیر بریمپٹن (Brampton) کے طور پر خدمت بجالاتے رہے۔ بہت سالوں تک جلسہ سالانہ کے سٹیج کی تیاری اور ڈیکوریشن کا کام بھی بڑی گرمجوشی اور خندہ پیشانی سے سعادت سمجھتے ہوئے کرتے رہے۔تبلیغ کا بھی بہت شوق تھا۔پنجوقتہ نمازوں کے پابند،بہت مہمان نواز،اپنوں اور غیروں کا خیال رکھنے والے ایک نیک اور ہمدرد انسان تھے۔آپ کی عاجزی و انکساری اور نرم مزاجی بے مثال تھی۔ خلافت سے انتہائی محبت اور وفا کا تعلق تھا۔آپ نے تکلیف دہ بیماری کا بڑے صبر و ہمت سے مقابلہ کیا۔مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔آپ مکرم ساجد اقبال صاحب (مربی سلسلہ مارشل آئرلینڈز) کے ماموں تھے۔

2- **مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری سہیل احمد صاحب**،3جنوری 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند،تہجد گزار،قرآن کریم کی باقاعدگی سے تلاوت کرنے والی،خلافت کی وفادار ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خدمت دین کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔پسماندگان میں بوڑھے والدین اور میاں کے علاوہ ایک بیٹا اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔آپ مکرم چوہدری امتیاز احمد صاحب شہید (سانحہ لاہور) کی بہن اور مکرم عقیل احمد صاحب (مربی سلسلہ۔Bo ریجن۔سیرالیون) کی بھابھی تھیں۔

3- **مکرمہ سیدہ امۃ الرحمٰن شاہ صاحبہ اہلیہ مکرم سید عبد الغفور شاہ صاحب مرحوم**، 4 جنوری 2022 کو 74 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحومہ کے دادا حضرت سید عبدالعزیز شاہ صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔مرحومہ خلافت احمدیہ سے اخلاص و وفا کا ایک خاص تعلق رکھتی تھیں۔خلیفۂ وقت کے خطبات جمعہ اور دیگر خطابات خود بھی بہت توجہ اور باقاعدگی سے سنتیں اور اپنے بچوں کو بھی اس کی بہت تلقین کرتی تھیں۔مرحومہ نماز تہجد اور پنجوقتہ نماز کی پابند تھیں اور ہمیشہ اضافی چندہ ادا کردیا کرتی تھیں۔بہت ملنسار، سادہ زندگی گزارنے والی، دعاگو اور مضبوط عزم و ہمت کی مالک تھیں۔اپنے سب بچوں کو بچپن ہی سے جماعتی پروگراموں میں ساتھ لیکر جاتی تھیں۔ ہمیشہ اپنی اولاد کو خلافت اور نظام جماعت کا خادم بنے رہنے کا درس دیتی رہیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 8 بیٹیاں اور 3 بیٹے شامل ہیں۔آپ مکرم محبوب الرحمٰن شفیق احمد صاحب (مبلغ سلسلہ کینیڈا) کی ساس تھیں۔

4- **مکرمہ امۃ الحمید شاہ صاحبہ اہلیہ مکرم بشیر احمد شاہ صاحب مرحوم**،(نیروبی۔کینیا) 15جنوری 2022ء کو 87 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحومہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت قاضی ضیاء الدین صاحب کی پڑپوتی اور حضرت قاضی عبد الرحیم صاحب کی پوتی اور مکرم قاضی عبد السلام بھٹی صاحب کی بیٹی تھیں۔صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، ہر ایک کا خیال رکھنے والی، اصول پسند، خوش مزاج، ہمدرد، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹے اور متعدد پوتے، پوتیاں اور پڑپوتے، پڑپوتیاں یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرم رفیع احمد شاہ صاحب (نائب سیکرٹری ضیافت و ناظم لنگر خانہ جلسہ سالانہ یوکے) کی والدہ تھیں۔

5- **مکرمہ خالدہ پروین صاحبہ اہلیہ مکرم محمد نصیر خان صاحب مرحوم**،(ملائیشیا) 16جنوری 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، صابرہ وشاکرہ، خوش اخلاق، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے گہرا تعلق تھا۔مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

6- **مکرمہ بشیر اختر صاحبہ اہلیہ مکرم رائے اللہ بخش صاحب مرحوم**، 19دسمبر 2021 کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار اور نیک خاتون تھیں۔بچوں کو ہمیشہ دین سے محبت، نظام جماعت اور خلافت کی اطاعت کی تلقین کرتی رہتی تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔آپ مکرم شعیب احمد بھٹی صاحب کی والدہ تھیں۔

7- **مکرم ملک عبد اللطیف خان صاحب ابن مکرم ملک عبد المجید خان صاحب**، 10دسمبر 2021 کو 82 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔مرحوم بہت نیک، مخلص اور جماعت کے فدائی کارکن تھے۔ضلع بھر میں موٹرسائیکل پر جماعتی دورے کیا کرتے تھے۔ جماعتوں کو فعال کرنے میں امارت کے ساتھ بہت مؤثر کردار ادا کیا۔ خلافت کے ساتھ گہری وابستگی تھی۔مرحوم موصی تھے۔

8- **مکرم قاضی عبد الرحمٰن نعیم صاحب ابن مکرم قاضی عبد الحمید صاحب**، 9۔اکتوبر 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔مرحوم نائب زعیم اعلیٰ انصار اللہ کے علاوہ اپنے حلقہ میں بطور محصل اور سیکرٹری صنعت وتجارت خدمت بجالاتے رہے۔ جلسہ سالانہ قادیان کی ڈیوٹیاں دینے کی بھی توفیق پائی۔مرحوم نماز باجماعت کے پابند، بہت مہمان نواز، خدمت خلق کے ہر کام کو شوق سے کرنے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔

اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

ادارہ الفضل کی طرف سے تمام لواحقین تعزیت قبول فرمائیں۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

نظر میں صدیق ہے، اگر وہ اسی حالت میں فوت ہو جاتا ہے تو وہ شہید ہے۔ آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ ’’اور جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں، اپنے رب کے ہاں صدیق اور شہید ہیں۔‘‘ پھر آپؐ نے فرمایا کہ جو لوگ اپنے دین کے بچاؤ کی خاطر ایک ملک سے دوسرے ملک میں جاتے ہیں وہ قیامت کے روز عیسیٰ بن مریم کے ساتھ ایک ہی درجے کی جنت میں ہوں گے۔

(الدر المنثور فی التفسیر بالماثور تفسیر سورۃ الحدید آیت: 19 جلد 8 صفحہ 59 دار احیاء التراث العربی بیروت ایڈیشن 2001ء)

پس آپ لوگ جو یہاں آئے ہیں جب دین کی خاطر ہجرت کر کے آئے ہیں تو پھر ہمیشہ سچائی کو قائم کریں اور اپنے ایمان کو مضبوط کریں اور روزِ جزا پر ایمان اور یقین رکھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ جزا سزا یقینی امر ہے۔ (ماخوذ از براہین احمدیہ جلد اول صفحہ 460 حاشیہ نمبر 11)۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ آپ نے اس کی مزید وضاحت فرمائی ہے۔ پس جب یقینی امر ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق زندگی گزار کر بہتر جزا کیوں نہ حاصل کی جائے؟ کیوں دنیاوی خواہشات کے لئے انسان اللہ تعالیٰ کی سزا کا مورد بنے۔ بہرحال یہ ایک اور مضمون ہے۔ لیکن خلاصہ یہ کہ روزِ جزا کو سامنے رکھنے والا اللہ تعالیٰ پر کامل یقین اور ایمان رکھنے والا بھی ہے اور شہید بھی۔

(خطبہ جمعہ 14/ دسمبر 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

آج کی دعا

رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡ لَنَا وَارۡحَمۡنَا وَاَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰحِمِیۡنَ ﴿۱۱۰﴾

(المؤمنون: 110)

ترجمہ: اے ہمارے ربّ! ہم ایمان لے آئے۔ پس ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

یہ قرآن مجید کی رحم اور بخشش کی دعا ہے۔

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 15 جون 2018ء میں اس دعا کی تحریک فرمائی ہے۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

گھر سے باہر جانے کی دعائیں

- حضرت اُم سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ جب میرے گھر سے نکلتے تو آسمان کی طرف نظر اٹھا کر یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ اَنۡ اَضِلَّ اَوۡ اُضَلَّ اَوۡ اَزِلَّ اَوۡ اُزَلَّ اَوۡ اَظۡلِمَ اَوۡ اُظۡلَمَ اَوۡ اَجۡھَلَ اَوۡ یُجۡھَلَ عَلَیَّ۔

(سنن ابی داؤد۔ابواب النوم۔باب مایقول اِذا خرج من بیتہ ، حدیث نمبر 5094)

(ترجمہ) اے اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں گمراہ ہوں یا گمراہ کیا جاؤں، یا لغزش کھاؤں یا پھسلایا جاؤں اور اس بات سے کہ میں کسی پر ظلم کروں یا کوئی دوسرا مجھ پر ظلم کرے یا جہالت برتوں یا میرے ساتھ جہالت برتی جائے۔

- حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے:

بِسۡمِ اللّٰہِ تَوَکَّلۡتُ عَلَی اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوۡذُبِکَ مِنۡ اَنۡ نَزِلَّ اَوۡ نَضِلَّ اَوۡ نَظۡلِمَ اَوۡ نُظۡلَمَ اَوۡ نَجۡھَلَ اَوۡ یُجۡھَلَ عَلَیۡنَا

(سنن الترمذی۔کتاب الدعوات۔باب منہ، حدیث نمبر 3427)

اے اللہ! ہم تیری پناہ لیتے ہیں اس سے کہ ہمارے قدم (تیرے راستہ سے) خود ڈگمگائیں، یا ہم کسی اور کے قدم ڈگمگائیں اور اس سے کہ ہم کسی کو گمراہ کریں اور اس سے کہ ہم (کسی پر) ظلم کریں، یا ہم پر ظلم کیا جائے، یا ہم (کسی کے ساتھ) نادانی (بدتمیزی) کریں، یا ہم پر نادانی (بدتمیزی) کی جائے۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

سنی سنائی بات کی تشہیر کرنا

افواہیں اور سنی سنائی باتیں ازمنۂ قدیم میں بھی پھیلائی جاتیں تھیں مگر اُس وقت بات پھیلنے میں کچھ وقت لگتا تھا۔ دورِ حاضر میں ٹیکنالوجی میں جدت، سوشل میڈیا، پرنٹنگ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کے بے جا اور غلط استعمال کی وجہ سے صحیح اور غلط خبر آندھی اور طوفان کی سی تیزی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ تک پہنچ جاتی ہے۔ اور بعض اوقات افواہیں اور بغیر تحقیق کے پھیلائی جانے والی من گھڑت خبریں کمزور دل لوگوں کے لئے جان لیوا بھی ثابت ہوتی ہیں۔ یہ مومن کے شایانِ شان نہیں ہے کہ وہ بغیر تحقیق کے خبریں آگے پھیلاتا پھرے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں فرمایا ہے کہ جب بھی تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو۔

بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا

فقہی کارنر

اذان خدا کی طرف بلانے کا عمدہ طریق ہے

اذان ہو رہی تھی اس پر حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا۔

کیسی عدہ وشہادت ہے۔ جب یہ ہوا میں گونجتی ہوئی دلوں تک پہنچتی ہے تو اس کا عجیب اثر پڑتا ہے۔ دوسرے مذاہب کے جس قدر عبادت کے لئے بلانے کے طریق ہیں وہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ انسانی آواز کا مقابلہ دوسری مصنوعی آوازیں کب کر سکتی ہیں۔

(الحکم 10 نومبر 1902 صفحہ 7، 8)

(داؤد احمد عابد۔ مربی سلسلہ برطانیہ)

طلوع وغروب آفتاب

07 فروری 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	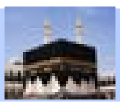	05:38	18:14
مدینہ منورہ	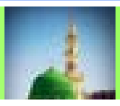	05:41	18:11
قادیان	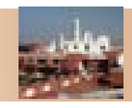	05:55	18:08
ربوہ	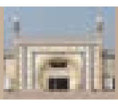	05:35	17:48
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:01	17:04